



وَأَقِمْوَا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ (الفرة: ۴۳)

”اور صلوٰۃ قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو“

www.sirat-e-mustaqeem.net

الصَّلَاةُ

پیش لفظ

اسلام کی بنیاد جن پانچ ارکان پر ہے ان میں سب سے پہلا اور اہم ترین رکن ایمان ہے یعنی اللہ کی وحدانیت اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی شہادت دینا۔ دیگر ارکان میں جو اس ایمان کا عملی ثبوت ہیں، دوسرا رکن اقامت الصلوٰۃ ہے جو بلاشبہ ایمان کے بعد اہم ترین رکن ہے، جس نے قرون اولیٰ میں امت مسلمہ کی اجتماعیت کو پروان چڑھانے اور منظم و مستحکم کرنے میں مؤثر کردار ادا کیا تھا۔ ایمان کی دعوت قبول کرنے والوں نے سب سے پہلے اپنے ایمان کو شرک سے یکسر پاک کیا، اللہ تعالیٰ کو اپنا رب مان لینے کے بعد تمام بناوٹی معبودوں سے کنارہ کشی اختیار کی، مُردوں کو مُردہ مان کر انبیاء علیہ السلام اور اولیاء کی مورتیوں، قبروں اور ان کی بندگی کرنے اور کرانے والوں سے لاتعلقی ہو گئے اور اپنی حاجت روائی اور مشکل کشائی کے لئے پورے خلوص اور شعور کے ساتھ اللہ ہی سے بندگی کے تعلق کو اُستوار کر لیا۔ پھر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے آیات قرآنی کے ذریعے اُن کا تزکیہ کیا، سیرت و اخلاق کی تعمیر ہوئی اور صبر و استقامت کے اوصاف پروان چڑھے۔ ایذاؤں اور آزمائشوں کے بعد ہجرت و قتال کے مراحل آئے، یہاں تک کہ اسلامی انقلاب کا مشن پایہ تکمیل تک پہنچا۔ لیکن افسوس کہ جس تیز رفتاری سے یہ تاریخ بنی تھی اُسی تیز رفتاری سے رو بہ زوال ہو کر بگڑ گئی اور آج یہ حال ہے کہ ذلت و رسوائی اور پستی و بد حالی میں قوموں کی تاریخ میں اس جیسی کوئی مثال شاید ڈھونڈے سے بھی نہ ملے! اس کلمہ گوئیت پر یہ اللہ کا عذاب ہے۔ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ بطور جبل اللہ آج بھی موجود ہے لیکن پھر بھی یہ اُمت بے شمار فرقوں میں منقسم ہو گئی اور ہر گروہ کُلّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ (الروم: ۳۲) کا مصداق بنا ہوا ہے۔ ان کے عقائد و اعمال قرآن و حدیث کے خلاف ہیں۔ یہود و نصاریٰ کے مشرکانہ عقائد اور رسومات کو دین کی حیثیت سے اپنائے ہوئے ہیں۔ تیجہ، دسواں، چالیسواں، برسی، سالگرہ اور عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہ بڑے زور و شور سے منائے جاتے ہیں۔ غیر مومنوں کے طور طریقوں اور شرک و بدعات میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے میں سرگرم ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جنت الفردوس کے اعلیٰ ترین مقام پر زندہ ماننے کی بجائے

مدینہ والی قبر میں زندہ ماننے پر مصر ہیں اور وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اعمال پیش ہونے کا بھی عقیدہ اپنائے ہوئے ہیں۔ پھر کوئی صاحب قبر ان کا داتا و دستگیر ہے تو کوئی مشکل کشا و حاجت روا۔ افسوس، یہ کلمہ تو حید کی اقراری امت اس کلمہ کی غدار ہو کر رہ گئی ہے۔

آج اس امت کے علماء کا حال یہ ہے کہ ایمان و عقائد کے بنیادی مسائل سے صرف نظر کر کے بلکہ قطعی بے پرواہ ہو کر مختلف فرقوں کے اکابرین فروعی مسائل کو فرقہ وارانہ اختلاف اور تفرقہ پر دازی کی بنیاد بنائے ہوئے ہیں۔ چنانچہ آج صلوٰۃ کے موضوع پر بے شمار کتابیں موجود ہیں لیکن ہر کتاب کسی نہ کسی فرقے کے لیبل سے آراستہ ہے۔ کہیں رفع الیدین پر تشدد اور عدم رفع الیدین کی روایات کا انکار ملے گا تو کہیں عدم رفع الیدین پر زور دینے والے گروہ کے افراد رفع الیدین کی صحیح روایات سے بے اعتنائی برتتے ہوئے نظر آئیں گے۔ اسی طرح دوسرے مسائل کا معاملہ ہے۔ چنانچہ ایمان خالص کی دعوت کو قبول کر کے اس مشن کا ساتھ دینے والوں کو ایسی کتاب الصلوٰۃ کی اشد ضرورت محسوس ہوتی رہی ہے جس کو ہر قسم کی مسلکی عصبیت سے بالاتر ہو کر صحیح احادیث کی بنیاد پر ہی مرتب کیا جائے تاکہ اس سے رہنمائی حاصل کرتے ہوئے

صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِيْ اُصَلِّيْ (بخاری) ”صلوٰۃ اس طرح ادا کرو جس طرح مجھے ادا کرتے دیکھتے ہو“ کے حکم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق صلوٰۃ ادا کرنے کے حکم کی تعمیل ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ مومن بھائیوں کو اس سے پوری طرح استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

www.sirat-e-mustaqim.com

صلوٰۃ - مومن کی شان

صلوٰۃ دین کا رکن ہے۔ صلوٰۃ کی بے انتہا فضیلت ہے۔ یہ بہت مہتمم بالشان فریضہ ہے۔ اس کی خصوصیت اس سے ظاہر ہے کہ تمام احکامات دین اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی زمین پر بھیجے لیکن صلوٰۃ معراج کے موقع پر فرض ہوئی جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ نے آسمانوں پر بلایا۔ (بخاری: کتاب الصلوٰۃ، باب کیف فرضت الصلوٰۃ.....) گویا کہ یہ معراج کی سوغات ہے۔ بلکہ یہ مومن کی اپنی معراج ہے کیونکہ صلوٰۃ کے ذریعے وہ اپنے مالک سے ہمکلامی کا شرف حاصل کرتا ہے، حالت سجدہ میں وہ اپنے رب سے انتہائی نزدیک ہو جاتا ہے۔ (بخاری: کتاب الصلوٰۃ، باب دفن النخامة فی المسجد / مسلم: کتاب الصلوٰۃ، باب ما یقال فی الركوع وسجود) جہنم کی آگ پر اللہ نے حرام کر دیا ہے کہ وہ سجدے کے نشان کو کھائے۔ (بخاری: کتاب الاذان، باب فضل السجود) کثرت سجدہ اللہ کو سب کاموں سے زیادہ پسند ہے، ہر سجدے سے ایک درجہ بلند ہوتا ہے اور ایک گناہ معاف ہوتا ہے۔ (مسلم: کتاب الصلوٰۃ، باب فضل السجود) صلوٰۃ کو نور بھی کہا گیا ہے۔ (مسلم: کتاب الطہارة، باب فضل الوضوء) قرآن میں ایمان کے بعد اللہ نے سب سے زیادہ تاکید صلوٰۃ قائم کرنے کی کی ہے۔ قرآن سے جن لوگوں کو ہدایت ملتی ہے ان کی ایک صفت یہ بھی ہے کہ وہ صلوٰۃ قائم کرتے ہیں۔ (سورہ بقرہ: ۳) معزز و مکرم جنتیوں کی صفات میں صلوٰۃ کو ہمیشہ ادا کرتے رہنا اور اس کی حفاظت کرنا بھی شامل ہے۔ (المعارج: ۲۲-۲۳، ۲۴-۲۵) صلوٰۃ بے حیائی اور بری باتوں سے روکتی ہے۔ (العنکبوت: ۲۵) گناہوں کو مٹا دیتی ہے۔ (ہود: ۱۱۴) بخاری: کتاب المواقیات الصلوٰۃ، باب صلوٰۃ کفارة) اس سلسلے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مثال دی کہ جس طرح اس شخص کے بدن پر میل کچیل باقی نہیں رہتا جو اپنے گھر کے دروازے پر بہتی نہر میں روزانہ پانچ دفعہ غسل کرے، اسی طرح صلوٰۃ خمسہ کی ادائیگی سے گناہ دور ہو جاتے ہیں۔ (بخاری: کتاب مواقیات الصلوٰۃ، باب الصلوٰۃ خمس کفارة.....) اللہ نے یہ عہد کر رکھا ہے کہ جو مومن صلوٰۃ خمسہ کا اہتمام کرے گا تو وہ اسے جنت میں داخل کر دے گا۔ (نہائی: کتاب الصلوٰۃ، باب المحافظة علی الصلوٰۃ خمس) صلوٰۃ خمسہ اور ایک جمعہ سے دوسرا جمعہ اپنے درمیان ہونے والے گناہوں کو کفارہ ہیں، جب تک کبائر کا ارتکاب نہ کیا جائے۔ (ترمذی: ابواب الصلوٰۃ، باب فضل الصلوٰۃ الخمس) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض صلوٰۃ کی مخصوص فضیلت بھی بیان فرمائی ہے چنانچہ فرمایا کہ وہ شخص جہنم میں نہ جائے گا جو صلوٰۃ ادا کرے سورج نکلنے سے پہلے اور سورج ڈوبنے سے پہلے (یعنی فجر وعصر)۔ (مسلم: کتاب المساجد، باب فضل الصلوٰۃ الصبح و العصر) ایک جگہ فرمایا کہ جو یہ دو ٹھنڈی صلوٰۃ ادا کرے تو وہ جنت میں جائے گا۔ (بخاری: کتاب المواقیات الصلوٰۃ، باب فضل الصلوٰۃ الفجر) فرمایا کہ جس نے صبح کی صلوٰۃ ادا کی وہ اللہ کی پناہ میں ہے اور جو اللہ کی پناہ میں آئے ہوئے کو ستائے گا تو اللہ اسے جہنم میں ڈال دے گا۔ (مسلم: کتاب المساجد، باب فضل الصلوٰۃ الجماعة) فرمایا کہ عشاء اور فجر کی صلوٰۃ کا جو ثواب ہے اگر معلوم ہو جائے تو لوگ اس کے لئے ضرور آئیں اگرچہ گھسٹ کر ہی کیوں نہ آنا پڑے۔ (بخاری: کتاب الاذان، باب الاستہمام فی اذان) ایک دوسری جگہ فرمایا کہ جس شخص کی صلوٰۃ العصر فوت ہو جائے تو ایسا ہے کہ جیسے اس کے گھر والے اور مال سب لوٹ لیا گیا۔ (بخاری: کتاب مواقیات الصلوٰۃ، باب انہ من فاته العصر) فرمایا جس نے عصر کی صلوٰۃ چھوڑ دی تو اس کے اعمال اکارت ہو گئے۔ (بخاری: کتاب مواقیات الصلوٰۃ،

باب اثم من ترك العصر) فرمایا کہ بندے اور شرک و کفر کے درمیان ترک صلوٰۃ کے سوا اور کوئی چیز نہیں، جس نے صلوٰۃ ترک کی اس نے کفر کیا۔ (مسلم: کتاب الایمان، باب اطلاق اثم الکفر.....) عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس شخص کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں جو صلوٰۃ کو ترک کر دے۔ (موطا امام مالک: کتاب الطہارۃ، باب العمل فی من علہ.....) قرآن میں اللہ نے فرمایا کہ بتا ہی ہے ان صلوٰۃ ادا کرنے والوں کے لئے جو اپنی صلوٰۃ سے غافل ہیں اور ریا کاری کرتے ہیں۔ (الماعون: ۵-۴) صلوٰۃ کی اہمیت کے پیش نظر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی اولاد کو صلوٰۃ کا حکم دو جب وہ سات سال کے ہوں اور جب دس سال کے ہوں اور صلوٰۃ ادا نہ کریں تو انہیں مارو۔ (ابوداؤد: کتاب الصلوٰۃ، باب منی یؤ المرء.....) صلوٰۃ کو ہرگز گراں نہیں سمجھنا چاہئے اور نہ ہی اس کو بوجھ اور حرج سمجھ کر ادا کیا جائے بلکہ اپنے رب سے ملاقات اور گفتگو کرنے کے لئے انتہائی شوق و لگن کے ساتھ ادا کرنا چاہئے۔ (بخاری: کتاب مواقیب الصلوٰۃ، باب المصلی ینا حی ربہ) اللہ سے ڈرنے والے اور آخرت میں اپنے رب سے ملاقات پر یقین رکھنے والے مومنوں پر کسی بھی حالت میں صلوٰۃ کی ادائیگی بھاری نہیں۔ (البقرہ: ۲۳۹)

www.sirat-e-mustaqeem.net

شرائطِ صلوٰۃ

شرائطِ صلوٰۃ سے مراد وہ ضروری امور ہیں جو ادائیگیِ صلوٰۃ کے لئے لازمی ہیں۔ ان میں سب سے اولین شرطِ ایمانِ خالص ہے اور وہ ایسا ایمان ہے جس میں اللہ کے سوا کسی اور کو داتا، دستگیر، غوث اور مشکل کشا نہ سمجھا جائے، کسی اور کو مدد کیلئے نہ پکارا جائے، کسی اور کے نام نہ رو نیا زندہ کی جائے، قبر میں دفن مردوں کو زندہ، سننے والا مدد کرنے والا نہ مانا جائے، قرآن و حدیث کے خلاف عقائد و اعمال اختیار کرنے والے کسی بھی مسلک، فرقے و مکتبہ فکر کی پیروی نہ کی جائے، اللہ کے رکھے ہوئے نام ”مسلم“ کے سوا اپنی اور کوئی پہچان نہ بنائی جائے۔ ایمان کے بغیر کوئی بھی عمل خیر قبول نہیں کیا جاتا۔ ایمانِ خالص کے علاوہ درج ذیل باتیں بھی صلوٰۃ قائم کرنے کیلئے ضروری ہیں۔

www.sirat-e-mustaqeem.net

طہارت

طہارت کا مطلب ہے پاکیزگی۔ ایمان کو شرک کی نجاست سے پاک کرنے کے بعد مومنین کو اپنے لباس اور جسم کو بھی ظاہری نجاست سے بچانا اور پاک رکھنا ہے۔ صلوٰۃ کیلئے وضو کرنا چاہیے۔ (سورۃ المائدہ: ۶) وضو کے بغیر صلوٰۃ نہیں ہوتی (بخاری: کتاب الصلوٰۃ، باب لا یقبل الصلوٰۃ بغیر طہور)۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر کام بسم اللہ سے شروع کرتے تھے (بخاری: کتاب الوضوء، باب التسمیۃ علی کل) اور وضو شروع کرنے سے پہلے بھی بسم اللہ پڑھتے تھے (نسائی: کتاب الطہارۃ، باب التسمیۃ عند الوضوء)۔ وضو سیدھی طرف سے شروع کریں کیونکہ دوسرے کاموں کی طرح وضو بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سیدھی طرف سے شروع کرتے تھے (بخاری: کتاب الوضوء، باب التسمیۃ عند الوضوء)۔ پہلے دونوں ہاتھ گٹوں تک دھوئے، پھر کلی کرے، ناک میں پانی چڑھائے (کلی کرنے اور ناک میں پانی چڑھانے کے دو طریقے ہیں، یا تو ان دونوں کیلئے الگ الگ چلو میں پانی لے لیا ایک ہی چلو سے کلی بھی کرے اور اس میں سے کچھ پانی بچا کر ناک میں چڑھالے۔ بخاری: کتاب الوضوء، باب من مضمض)۔ (بخاری: کتاب الطہارۃ، باب ما جا فی الوضوء)، منہ دھوئے، دونوں ہاتھ کہنیوں تک دھوئے، ہر کا مسح کرے، دونوں پیر ٹخنوں سمیت دھوئے (بخاری: کتاب الوضوء، باب الوضوء ثلثا ثلثا)۔ یہ اعضاء ایک ایک، دو دو اور تین تین دفعہ بھی دھوئے جاسکتے ہیں، تینوں عمل سنت ہیں (ایضاً، باب الوضوء مرۃ مرۃ)۔ البتہ تین دفعہ سے زیادہ دھونا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں۔ وضو میں دائرہ میں داخل سنت ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم چلو میں پانی لے کر اس کو ٹھوڑی کے نیچے لے جاتے اور دائرہ میں داخل کرتے (ابوداؤد: کتاب الطہارۃ، باب تخلیل الحبة)۔ مسح سارے سر کا کرنا چاہئے جسکی ترکیب یہ ہے کہ نیا پانی لے کر دونوں ہاتھ تر کریں، پھر سر کے سامنے کے حصے پر رکھ کر دونوں ہاتھوں کو پیچھے گدی تک لے جائیں، پھر جہاں سے شروع کیا تھا وہیں لے آئیں (بخاری: کتاب الوضوء، باب مسح الرأس کلہ)۔ گردن یا گدی کا علیحدہ سے مسح کرنا صحیح احادیث سے ثابت نہیں۔ کان بھی سر کا حصہ ہیں اس لئے سر کے ساتھ کانوں پر بھی مسح کریں جس کیلئے شہادت کی ترانگلیاں کانوں کے اندر گھمائیں اور انگوٹھے کانوں کی پشت پر (ترمذی: ابواب الطہارۃ، باب مسح الاذنین) وضو میں مسواک بھی کرنا چاہئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بہت تاکید فرمائی ہے (بخاری: کتاب الصلوٰۃ، باب السواک يوم الجمعة)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسواک کرنا اس قدر محبوب تھا کہ اپنی زندگی کا آخری کام یہی کیا (بخاری: کتاب المغازی، باب مرض النبی ووفاته)۔ اس بات کا خیال رہے کہ وضو میں کوئی جگہ سوکھی نہ رہے ورنہ وضو نہ ہوگا اور وضو نہ ہوگا تو صلوٰۃ بھی نہ ہوگی اور ساری محنت ضائع جائے گی۔ (مسلم: کتاب الطہارۃ، باب وجوب استعاب) حدیث میں آیا ہے کہ جو اچھی طرح وضو کرے اور پھر کہے اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ ”میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں، تو اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دئے جائیں گے (مسلم: کتاب الطہارۃ، باب الذکر مسح)۔ حدیث میں ایسا کوئی ذکر نہیں کہ یہ کلمہ کھڑے ہو کر، آسمان کی طرف دیکھ کر اور شہادت کی انگلی اٹھا کر پڑھا جائے یا دوران وضو سر کا مسح کرتے ہوئے اور انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگا کر پڑھا جائے۔ پیشاب، پاخانہ کرنے، ہوا خارج ہونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے (بخاری: کتاب الوضوء، باب من لم یر الوضوء)۔ اگر ہوا خارج ہونے کا محض شک ہو تو نیا وضو نہ کرے جب تک کہ آواز نہ سنے یا بونہ محسوس ہو

(بخاری: کتاب الوضوء، باب لا یتوضأ من الشك حتى یستیق)۔ لیٹ کر سونے سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے (ترمذی: ابواب الطہارۃ، باب الوضوء من.....)۔ وضو میں اگر بیٹھے بیٹھے نیند آ جائے تو وضو نہیں ٹوٹتا (ایضاً)۔

جسم اور لباس کی پاکیزگی کے ساتھ صلوٰۃ کی جگہ بھی پاک ہونا چاہئے اور وہاں کوئی ظاہری نجاست نہیں ہونی چاہئے۔ اگر ہو تو پانی سے دھولینا چاہئے (ترمذی: ابواب الطہارۃ، باب الوضوء من.....)۔ بچہ اگر کپڑوں (یا زمین) پر پیشاب کر دے تو اتنے ہی حصے پر پانی بہا کر دھولینا چاہئے (ایضاً، باب بول الصی)۔ اس کے علاوہ بھی اگر کوئی دوسری نجاست مثلاً خون وغیرہ لگا ہو تو اسے دھو کر صاف کر لینا چاہئے (ایضاً، باب غسل الدم / غسل المني و فرکه و غسل ما یصب من المر)۔ قبرستان، جانوروں کے اصطبل جہاں گویرو پیشاب ہوتا ہے، جانوروں کے ذبح کرنے، کوڑا پھینکنے، غسل کرنے، پیشاب پاخانہ کرنے کی جگہوں اور راستوں پر صلوٰۃ نہیں ہوتی، ان کے علاوہ ہر پاک جگہ پر صلوٰۃ ادا کی جاسکتی ہے (ایضاً، باب غسل الدم)۔

www.sirat-e-mustaqeem.net

ستر چھپانا

جسم کے وہ حصے جن کا چھپانا لازم ہے، ستر کہلاتے ہیں۔ صلوٰۃ میں ستر کا چھپانا فرض ہے۔ اللہ کا حکم ہے کہ ہر صلوٰۃ کے وقت اپنی زینت کو اختیار کرو (الاعراف: ۳۱)۔ زینت سے مراد لباس ہے۔ مرد کے لباس میں قمیص وغیرہ کے علاوہ ازار (یعنی وہ لباس جو جسم کے نچلے حصے پر پہنا جاتا ہے مثلاً شلوار، لنگی، پاجامہ، پتلون، وغیرہ) ہوتا ہے، اس کو صلوٰۃ میں اور دیگر اوقات میں بھی ٹخنوں سے اوپر رکھنا چاہیئے کیوں کہ اس کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانے پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صلوٰۃ قبول نہ ہونے، جنت حرام ہونے، جہنم حلال ہونے اور اللہ کے رحمت کی نظر نہ فرمانے کی وعید سنائی ہے (بخاری: کتاب اللباس، باب ما اسفل من الکعبین فہوفی النا)۔ عورتوں کے لئے یہ حکم ہے کہ وہ اپنے ٹخنے ڈھانکے رکھیں (نسائی: کتاب النہیۃ، باب ذیول النساء عن ام سلمہ)۔ عورتیں لباس کے معاملے میں زیادہ احتیاط کریں کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عورت چھپانے کی چیز ہے (ترمذی: کتاب الرضاع، عن عبداللہ بن مسعود)۔ مردوں کو سر پر ٹوپی بھی رکھنی چاہئے کہ یہ اس کی زینت ہے اور اوپر مذکور آیت میں اللہ نے صلوٰۃ کے وقت زینت کو اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت بھی یہی ہے۔ جو لوگ جان بوجھ کر بغیر سر ڈھانپنے صلوٰۃ ادا کرنے کے قائل ہیں ان کے پاس اس کی کوئی دلیل نہیں۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بغیر سر ڈھانپنے صلوٰۃ ادا کرنا ثابت نہیں ہے۔

وقت

اللہ نے مومنین پر صلوٰۃ وقت کی پابندی کے ساتھ فرض کی ہے (سورۃ النساء: ۱۰۳)۔ ہر صلوٰۃ اپنے وقت پر پڑھنا سب سے افضل عمل ہے (بخاری: کتاب مواقیات الصلوٰۃ، باب فضل الصلوٰۃ لوفہا، عن عبداللہ بن مسعودؓ)۔ اس لئے صلوٰۃ کو اس کے وقت پر ہی ادا کرنا چاہیئے۔ دن رات میں پانچ وقت کی صلوٰۃ فرض ہے: فجر، ظہر، عصر، مغرب اور عشاء (بخاری و مسلم: کتاب الصلوٰۃ)۔ ظہر کا وقت سورج ڈھلنے ہی شروع ہو جاتا ہے اور اس وقت تک رہتا ہے جب تک آدھی کا سایہ اس کے قد کے برابر ہو جائے (یعنی ایک مثل)، اور اس وقت عصر کی صلوٰۃ کا وقت شروع ہو جاتا ہے جو اس وقت تک رہتا ہے جب تک سورج زرد نہ ہو جائے، اور مغرب کا وقت سورج ڈوبنے ہی شروع ہو جاتا ہے اور اس وقت تک رہتا ہے جب تک آسمان سے شفق کی سرخی غائب نہ ہو، اور شفق غائب ہونے کے بعد عشاء کا وقت شروع ہو جاتا ہے جو آدھی رات تک رہتا ہے، اور صبح صادق کے ساتھ ہی فجر کا وقت ہو جاتا ہے جو سورج نکلنے تک رہتا ہے (مسلم: کتاب المساجد، باب اوقات الصلوٰۃ الخمس)۔

صلوٰۃ العصر کے ابتدائی وقت کا تعین کرتے ہوئے اس بات کا خیال رکھا جائے کہ ایک مثل سائے میں وہ سایہ بھی شامل کیا جائے جو نصف النہار کے وقت ہوتا ہے (نسائی: کتاب المواقیات، باب آخر وقت المغرب)۔

تین وقتوں میں صلوٰۃ ادا کرنا منع ہے: سورج جب طلوع ہو رہا ہو، جب عین سر پر آ جائے اور جب غروب ہو رہا ہو (مسلم: کتاب فضائل القرآن، باب الاوقات النبی عن الصلوٰۃ فیہا)۔ اسی طرح صلوٰۃ الفجر ادا کرنے کے بعد سورج بلند ہونے تک اور صلوٰۃ العصر ادا کرنے کے بعد سورج ڈوب جانے تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صلوٰۃ ادا کرنے سے منع فرمایا ہے (بخاری: کتاب مواقیات الصلوٰۃ، باب ۳۸۰ لا تنحری الصلوٰۃ قبل غروب الشمس)۔

قضاءِ صلوٰۃ

صلوٰۃ کو اس کے وقت پر ہی ادا کرنا چاہیئے جس طرح اللہ نے فرض کیا ہے۔ اور اس کا وقت پر ادا کیا جانا ہی اللہ کے نزدیک افضل ہے۔ لیکن اگر بھول، نیند یا کسی مجبوری کی وجہ سے صلوٰۃ کو اس کے وقت پر ادا نہ کیا جاسکے تو بعد میں اس کی قضاء ادا کر لیں اور یہ نہ سوچیں کہ اب تو وقت نکل گیا اب کیا پڑھیں۔ غزوہ خندق و خیبر کے موقع پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عصر و فجر کی صلوٰۃ قضاء ہو گئیں تو ان کو وقت گزرنے کے بعد ادا کیا (بخاری: کتاب الاذان، باب قول الرجل ما صلینا)۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کوئی صلوٰۃ بھول جائے تو یاد آتے ہی اس کو ادا کرے، پس یہی اس کا کفارہ ہے اور کچھ نہیں، اللہ نے حکم دیا ہے کہ اَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي (صلوٰۃ کو قائم کرو میرے ذکر کے لئے) (طہ: ۱۱۳، بخاری: کتاب مواقیات الصلوٰۃ، باب من نسی صلوٰۃ فليصل)

اکثر لوگ صبح کے وقت سوتے رہتے ہیں اور فجر کی صلوٰۃ قضاء کر دیتے ہیں اور پھر سستی کرتے ہیں اور ظہر کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔ انہیں چاہیئے کہ مندرجہ بالا فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعمیل میں جاگنے کے فوراً بعد قضاء ادا کر لیں۔ لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ روزانہ پڑے سوتے رہیں اور فجر وغیرہ کی صلوٰۃ قضاء کرتے رہیں۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ منافقوں پر فجر اور عشاء سے زیادہ کوئی صلوٰۃ بھاری نہیں (بخاری: کتاب الاذان، باب فضل صلوٰۃ العشاء فی الجماعة)۔ ایک سفر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سوتے رہے اور سورج نکل آیا۔ دھوپ کی تمازت سے آنکھ کھلی۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کہنے لگے کہ آج جو قصور ہم نے صلوٰۃ میں کیا ہے اس کا کیا کفارہ ہوگا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تم لوگوں کے لئے اسوہ نہیں ہوں، قصور تو اس میں ہے کہ آدمی صلوٰۃ ادا نہ کرے یہاں تک کہ دوسرا وقت آجائے، اس لئے جب ہوشیار ہو تو اس کو ادا کر لے اور دوسرے دن اس کو مقررہ وقت پر ادا کرے۔ پھر اذان و اقامت کے بعد نبی علیہ السلام نے باجماعت صلوٰۃ ادا کی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قضا صلوٰۃ کو باجماعت بھی ادا کیا جاسکتا ہے (مسلم: کتاب المساجد، باب قضاء الصلوٰۃ)۔ قضا صلوٰۃ میں بھی ترتیب کا خیال رکھیں یعنی جو صلوٰۃ قضا ہو چکی ہو اسے پہلے ادا کریں بعد میں دوسری صلوٰۃ ادا کریں (بخاری: کتاب مواقیات الصلوٰۃ، باب قضاء الصلوٰۃ الاولى فالاولی)۔ لیکن اگر جماعت ہو رہی ہو تو پھر قضا صلوٰۃ ادا کئے بغیر جماعت میں شامل ہو جائیں (بخاری: کتاب الاذان، باب اذا قیمت الصلوٰۃ فلا صلوٰۃ الا المکوبہ)۔ فجر کی قضا صلوٰۃ ادا کرتے وقت فرضوں سے پہلے کی دو رکعتیں بھی پڑھ لیں کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان کی قضا ادا فرمائی (مسلم: کتاب المساجد، باب قضاء الصلوٰۃ)۔ فجر میں وقت تنگ ہونے کی وجہ سے فرضوں سے پہلے کی دو سنتیں نہ پڑھی جاسکیں اور فرض ادا کر لئے تو یہ سنتیں سورج نکلنے کے بعد پڑھیں (ترمذی: ابواب الصلوٰۃ، باب ما جاء فی اعادتها بعد طلوع الشمس)۔ جس روایت میں فرضوں کے بعد پڑھنے کا ذکر ہے وہ متصل نہیں (ترمذی: ابواب الصلوٰۃ، باب ما جاء فیمن نفوته الركعتان قبل الفجر یصلیها بعد صلوٰۃ الصبح)۔ اگر کوئی ظہر کی شروع کی چار سنتیں نہ پڑھ سکے تو وہ ظہر کی دو رکعت سنت کے بعد پڑھ لے (ابن ماجہ: کتاب اقامۃ الصلوٰۃ، باب من فاته الاربع قبل الظهر)۔ اس طرح ظہر کے بعد کی دو رکعتیں کسی وجہ سے نہ پڑھ سکیں تو بعد میں ان کی قضا پڑھ لی جائے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اگرچہ عصر اور

مغرب کے درمیان صلوٰۃ ادا کرنے سے منع فرمایا ہے (بخاری: کتاب مواقیث الصلوٰۃ، باب لا تحری الصلوٰۃ) لیکن ظہر کی ان دو رکعتوں کی عصر کے بعد قضاء ادا فرمائی (بخاری: کتاب السجود، باب اذا کلم و هو.....)۔

www.sirat-e-mustaqeem.net

تعداد اور رکعات

صلوٰۃ خمسہ میں فرائض کی سترہ رکعات ہیں۔ اور سنن کی بارہ (مسلم: کتاب صلوٰۃ المسافرین، باب فضل سنن الراتہ.....) اور ایک روایت میں ظہر کی شروع کی دو رکعت سنت کے لحاظ سے کل دس رکعات ہیں (بخاری: کتاب تفسیر الصلوٰۃ، باب الركعتین قبل الظهر)۔ ان کی تقسیم اس طرح ہے کہ فجر کی صلوٰۃ میں پہلے دو سنت ہیں پھر دو فرض، ظہر کی صلوٰۃ میں پہلے دو یا چار سنتیں (یہ چار رکعتیں دو سلام سے دو دو کر کے یا ایک سلام سے ایک ساتھ اکٹھی بھی پڑھی جاسکتی ہیں) (نسائی: کتاب الامامہ، باب ۵۳۲ الصلوٰۃ قبل العصر) پھر چار فرض پھر دو سنتیں، عصر کی صلوٰۃ میں پہلے یا بعد میں کوئی سنت نہیں، صرف چار فرض ہیں، مغرب کی صلوٰۃ میں پہلے تین فرض پھر دو سنت، عشاء کی صلوٰۃ میں پہلے چار فرض پھر دو سنت اور اسکے بعد وتر جو ایک، تین، پانچ، سات وغیرہ جتنے چاہیں پڑھیں۔

مساجد

صلوٰۃ مسجد میں مومن ساتھیوں کے ساتھ باجماعت ادا کرنی چاہیے۔ مسجد مسلمانوں کی عبادت گاہ کو کہتے ہیں جہاں وہ اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت نہیں کرتے کیونکہ اللہ کا حکم ہے:

وَأَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا (الحج: ۱۸)

”اور یہ کہ مسجدیں تو اللہ ہی کیلئے ہیں پس وہاں اللہ کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو۔“

یعنی ایسا ہرگز نہ ہو کہ ان مساجد میں غیر اللہ کی دہائیاں دی جائیں، ان کے نعرے بلند ہوں، ان سے مدد مانگی جائے یا ان کے ناموں کو وسیلہ بنایا جائے۔ جس جگہ ایسا کیا جائے یا ایسی تحریریں، تصویریں اور کتبات وغیرہ ہوں تو یہ وہ مقام ہرگز نہیں ہو سکتا جو اللہ کو ساری زمین پر سب سے زیادہ اچھا لگتا ہے، جسے ایمانِ خالص کے حامل، صلوٰۃ و زکوٰۃ کے عامل اور صرف اللہ سے ڈرنے والے مومن لوگ آباد کرتے ہیں نہ کہ وہ لوگ جو شرک کی نجاست سے آلودہ ہوں اگرچہ ایمان کے اقرار کریں لیکن دلوں میں کفر باقی ہو (النوبہ: ۱۷، ۱۸)۔ حدیث میں آتا ہے کہ جو شخص اچھی طرح وضو کرے اور صلوٰۃ کیلئے مسجد کی طرف جائے تو ہر قدم پر ایک گناہ معاف ہوتا ہے اور ایک درجہ بڑھتا ہے اور جب تک صلوٰۃ کے انتظار میں رہتا ہے تو اسے صلوٰۃ ادا کرنے کا ہی ثواب ملتا ہے اور فرشتے اس کیلئے دعائے خیر کرتے رہتے ہیں۔ صلوٰۃ کے بعد جب تک وہ اپنی جگہ پر رہتا ہے اور وضو نہیں ٹوٹتا تو فرشتے اس کیلئے رحمت، مغفرت و توبہ کی قبولیت کی دعا کرتے رہتے ہیں (مسلم: کتاب الطہارۃ، باب فضل الوضوء والصلوٰۃ عقب)۔ مسجد میں داخل ہوتے وقت پہلے سیدھا پیر اندر رکھیں (رواہ البخاری علیہما، کتاب الصلوٰۃ، باب التیمن فی دخول المسج) اور یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ ”اے اللہ مجھ پر اپنی رحمت کے دروازے کھول دے“

اور باہر آتے ہوئے پہلے الٹا پیر نکالیں اور یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ (مسلم: کتاب صلوٰۃ المسافرین، باب ما یقول اذا دخل المسجد)

”اے اللہ میں تجھ سے تیرے فضل کا سوال کرتا ہوں“

مسجد میں داخل ہوں تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت تحیۃ المسجد کے نوافل پڑھنے چاہئیں (بخاری: کتاب الصلوٰۃ، باب اذا دخل احدکم المسجد.....)

اذان

اصطلاحاً صلوٰۃ کے لئے پکار کر بلانے کو اذان دینا کہتے ہیں اور اذان دینے والا مؤذن کہلاتا ہے۔ یہ بڑی مبارک پکار ہے اور اس کا پکارنے والا بہترین شخص ہے۔ احادیث میں اذان اور مؤذن کی بہت فضیلت بیان ہوئی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن مؤذن کی گردن سب سے زیادہ اونچی ہوگی (مسلم: کتاب الصلوٰۃ، باب فضل الاذان)۔ نیز فرمایا کہ اذان دینے کا اتنا ثواب ہے کہ اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے تو وہ اس کیلئے قرعہ اندازی کریں (بخاری: کتاب الاذان، باب الاستہمام فی الاذان)۔ اذان کے کلمات دو دو مرتبہ ہیں اور اقامت کے کے ایک ایک مرتبہ (بخاری: کتاب الاذان، باب الاذان مثنیٰ مثنیٰ)۔ حدیث میں اذان کے کلمات یہ بیان کئے گئے ہیں (مسلم: کتاب الصلوٰۃ، باب استحباب القول مثل قول.....):

”اللہ بہت بڑا ہے، اللہ بہت بڑا ہے“	”اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ“
”اللہ بہت بڑا ہے، اللہ بہت بڑا ہے“	”اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ“
”میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں“	أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
”میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں“	أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
”میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں“	أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ
”میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں“	أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ
”۳ و صلوٰۃ کی طرف“	حَتَّى عَلَى الصَّلَاةِ
”۳ و صلوٰۃ کی طرف“	حَتَّى عَلَى الصَّلَاةِ
”۳ و کامیابی کی طرف“	حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ
”۳ و کامیابی کی طرف“	حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ
”اللہ بہت بڑا ہے، اللہ بہت بڑا ہے“	اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ
”اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں“	لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

مؤذن کو اذان میں حی علی الصلوٰۃ کے کلمات کہتے ہوئے دائیں طرف اور حی علی الفلاح کہتے ہوئے بائیں طرف گردن گھمائی چاہئے (مسلم: کتاب الصلوٰۃ، باب سترۃ المصلیٰ)۔ اذان کہتے وقت دونوں کانوں میں انکشت شہادت دینی چاہئے (بخاری حلیفا: کتاب الاذان، باب هل یسمع المؤذن.....)۔ فجر کی اذان میں حی علی الفلاح کے بعد دو مرتبہ الصلوٰۃ خیرٌ مِنَ النَّوْمِ (صلوٰۃ نیند سے بہتر ہے)

کہنا بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی نے سکھایا (ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ، باب کیف الاذان)۔ جماعت کھڑی ہوتے ہوئے بھی یہی اذان کے کلمات کہے جاتے ہیں جنہیں اقامت کہتے ہیں مگر فرق یہ ہے کہ اذان کے کلمات دو دفعہ ہیں اور اقامت کے کلمات حَتَّى عَلَي الْقَلَا ح تک ایک ایک دفعہ کہے جاتے ہیں پھر دو دفعہ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃ (پیشک صلوٰۃ قائم ہوگئی) کا اضافہ کیا جاتا ہے اور پھر باقی کلمات اذان ہی کی طرح کہے جاتے ہیں (بخاری: کتاب الاذان، باب الاذان منی منی)۔ اذان کا جواب دینا بھی بہت ثواب کا کام ہے۔ اس کے جواب میں وہی کلمات دہرائے جائیں جو مؤذن کہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اذان سننے والا اگر پورے خلوص اور دلی یقین کے ساتھ جواب دے تو وہ جنت میں داخل ہوگا (مسلم: کتاب الصلوٰۃ، باب استحباب القول مثل قول)۔ فرمایا کہ تم بھی ایسا ہی کہو جیسا مؤذن کہتا ہے (بخاری: کتاب الاذان، باب ما یقول اذا سمع المنادی)۔ حَتَّى عَلَي الصَّلٰوۃ اور حَتَّى عَلَي الْقَلَا ح کے جواب میں لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ (اللہ کے سوا کوئی طاقت ہے اور نہ قوت) کہا جائے (ایضاً)۔ فجر کی اذان کے کلمات الصَّلٰوۃ خَيْرُ قَن النَّوْم کے جواب میں صَدَقْتُ وَ بَرَزْتُ بِالْحَقِّ نَطَقْتُ صَحیح احادیث سے ثابت نہیں۔

اذان کے جواب کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے رحمت کی دعا کرنا چاہیے (صلوٰۃ مردود)۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مؤذن کی اذان سنو تو تم بھی وہی کہو جو مؤذن کہتا ہے پھر میرے لئے رحمت کی دعا کرو کیونکہ جو کوئی میرے لئے ایک مرتبہ رحمت کی دعا کرتا ہے پڑھتا ہے تو اللہ اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجتا ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے میرے لئے وسیلہ مانگو۔ وسیلہ دراصل جنت میں ایک مقام ہے جو اللہ کے بندوں میں سے ایک بندے کو دیا جائے گا اور مجھے امید ہے کہ وہ بندہ میں ہی ہوں گا، اور جو میرے لئے وسیلہ طلب کرے گا تو اس کیلئے میری شفاعت واجب ہوگی (مسلم: کتاب الصلوٰۃ، باب استحباب القول مثل قول)۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دعائے وسیلہ ان الفاظ میں سکھائی:

اَللّٰهُمَّ رَبِّ هَذِهِ الدَّعْوَةِ الْقَائِمَةِ وَالصَّلٰوَةِ الْقَائِمَةِ اِلٰی مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْفَضِيْلَةِ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا اِلٰذْنِي وَعَدَّتْهُ (بخاری: کتاب الاذان، باب الدعاء عند النداء)

”اے اللہ! اس مکمل پکار اور قائم ہونے والی صلوٰۃ کے رب! محمدؐ کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرما اور انہیں مقام محمود پر پہنچا جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے۔“

احادیث میں اذان کے بعد کی دعا کے یہی الفاظ آئے ہیں، ان میں کوئی اضافہ نہیں کرنا چاہئے (آج بدقسمتی سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سکھائی ہوئی دعا کے الفاظ میں بھی اضافہ کر دیا گیا ہے)۔ اور نہ ہی ان کلمات کو بلند آواز سے اور ہاتھ اٹھا کر پڑھنے کا حدیث میں کوئی ذکر ہے۔ صحیح احادیث میں اس بات کا بھی کوئی ذکر نہیں کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اذان میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سن کر اپنے ہاتھوں کے دونوں انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگائے۔ اگر مسجد، گھر یا اور کسی جگہ پر کوئی مومن ساتھی نمل سکے تو صرف اقامت کہہ کر فرض صلوٰۃ ادا کر لی جائے (نسائی: کتاب الاذان، باب الاقامة لمن یصلی وحده)۔

قبلہ رخ ہونا

صلوٰۃ قبلہ رخ یعنی خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے ادا کرنی چاہئے کہ یہ اللہ کا حکم ہے:

وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ

(القرۃ: ۱۵۰)

”اور تم جہاں سے بھی نکلو مسجد حرام (خانہ کعبہ) کی طرف منہ (کر کے صلوٰۃ ادا) کرو اور تم جہاں بھی ہو کر ہو اسی کی طرف رخ کیا کرو۔“

صلوٰۃ ایسی جگہ ادا کرنی چاہئے کہ راستہ نہ رکے اور لوگ سامنے سے نہ گزریں کیونکہ صلوٰۃ ادا کرنے والے کے سامنے سے گزرنے پر بہت وعید آئی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صلوٰۃ ادا کرنے والے کے سامنے سے گزرنے والا اگر یہ جانتا ہو کہ اس کا کتنا وبال ہے تو اسے چالیس تک کھڑا رہنا سامنے سے نکل جانے سے بہتر معلوم ہو۔ راوی کو یہ یاد نہیں رہا کہ چالیس دن، مہینے یا سال (بخاری: کتاب الاذان، باب الصلوٰۃ الی الاسطوانۃ)۔ اگر کوئی ستون نہ ہو تو کوئی اور چیز مثلاً کوئی ذرا اونچی لکڑی سامنے رکھ لینی چاہئے (بخاری: کتاب الاذان، باب اذا لم یطق قاعدا صلی علی جنب)۔ اس طرح جو رکاوٹ رکھی جاتی ہے اسے سترہ کہتے ہیں۔

قیام

صلوٰۃ کے لئے قبلہ رخ ہو کر باادب کھڑے ہوں۔ اللہ کا حکم ہے:

وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ (البقرة: ۱۳۸) ”اللہ کے آگے باادب کھڑے رہو۔“

اگر کھڑے ہونے کی قدرت نہیں تو بیٹھ کر صلوٰۃ ادا کرے، بیٹھ کر بھی نہ پڑھ سکے تو لیٹ کر ہی سہی بہر حال ادا ضرور کرے (بخاری: کتاب الاذان، باب اذا لم يطق قاعدا صلى على جنب)۔ یا اگر عذر کے سبب بہتر سمجھے تو کچھ صلوٰۃ بیٹھ کر اور کچھ کھڑے ہو کر پڑھ لے (بخاری: کتاب الصلوٰۃ، باب اذا صلى قاعدا ثم.....)۔ قیام اور اس کے بعد بھی صلوٰۃ کے ہر رکن میں نظروں کو نیچا رکھنا ہے۔ صلوٰۃ میں ادھر ادھر دیکھنے کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ شیطان کا اُچک لیٹا ہے (بخاری: کتاب الاذان، باب الالتفات في الصلوة)۔ صلوٰۃ میں اوپر دیکھنے والوں کے بارے میں تو سخت وعید بتائی۔ فرمایا کہ وہ اس فعل سے باز آ جائیں ورنہ ان کی پینائی چھین لی جائے گی (ایضاً، باب رفع البصر الى السماء....)

www.sirat-e-mustaqeem.net

تسوية الصفوف

تسوية الصفوف سے مراد صفوں کو درست کرنا ہے۔ باجماعت صلوٰۃ کے لئے اس وقت تک کھڑے نہ ہوں جب تک امام کو آتا نہ دیکھ لیں (ایضاً، باب منی یقوم الناس.....)۔ احادیث میں اس بات کا ذکر نہیں کہ سب لوگ بیٹھے رہیں اور مؤذن جب حسیٰ علی الصلوٰۃ کہے تو اس وقت کھڑے ہوں۔ صف میں کھڑا ہونے کیلئے باوقار انداز اختیار کریں۔ پیروں کو بہت پھیلا کر کھڑے نہ ہوں بلکہ اعتدال کے ساتھ کھڑے ہوں، قدموں کو سیدھا اور برابر رکھیں (نسائی: کتاب الصلوٰۃ، باب الصف بین القدمین.....)۔ جماعت سے صلوٰۃ ادا کرتے ہوئے ہر آدمی اپنے برابر کھڑے ہوئے آدمی کے کندھے سے کندھا اور ٹخنے سے ٹخنہ ملا کر رکھے (بخاری: کتاب الاذان، باب السراۃ المنکب.....) کہ اس طرح صف سیدھی رہتی ہے جس کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت تاکید فرمائی ہے (مسلم: کتاب الصلوٰۃ، باب تسوية الصفوف) اور یہاں تک فرمایا کہ صفوں کا سیدھا رکھنا صلوٰۃ کا حسن اور اس کی تکمیل ہے (ایضاً) اس لئے اس کے بغیر صلوٰۃ ناقص رہتی ہے۔ جسم کی مخصوص ساخت کی بناء پر کاندھے اور قدم دونوں ایک ساتھ نہ مل پائیں تو بھی کوئی حرج نہیں، البتہ اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ صف بالکل سیدھی ہو اور شانوں کے درمیان خلاء نہ ہو۔ بچے بڑوں کے پیچھے صف بنائیں (مسلم: کتاب الصلوٰۃ، باب تسوية الصفوف) اور عورتیں بچوں کے پیچھے صف بنائیں (بخاری: کتاب الاذان، باب المرأة وحده.....)۔ اگر صرف دو ہی آدمی صلوٰۃ ادا کریں (خواہ بچہ یا بڑا) تو دوسرا شخص امام کے دائیں طرف اس کے برابر کھڑا ہو (بخاری: کتاب الاذان، باب مِمَّنْهُ الْمَسْحُودُ وَالْإِمَامُ) اور اگر کوئی تیسرا آجائے تو امام مقتدی کو پیچھے کر دے اور وہ دونوں امام کے پیچھے صف بنائیں (مسلم: کتاب الزہد، باب حدیث جابر الطویل)۔ لیکن اگر وہ تیسرا فرد عورت ہو تو وہ اکیلی پیچھے کھڑی رہے اور بچہ یا بڑا امام کے دائیں طرف (مسلم: کتاب المساجد، باب حوار النافلة فاعداً و قائماً)۔ لیکن کوئی آدمی پوری صف چھوڑ کر اکیلا نہ کھڑا ہو کیونکہ ایسے شخص کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صلوٰۃ دہرانے کا حکم دیا تھا (ابوداؤد: کتاب الصلوٰۃ، باب الرجل یصلی وحده خلف الصف)۔ جب اقامت ہو جائے تو صلوٰۃ کے لئے دوڑ کر نہ آئیں بلکہ وقار اور سکون سے چل کر آئیں، جس قدر صلوٰۃ مل جائے وہ پڑھ لیں اور جو رہ جائے اسے بعد میں پورا کر لیں (بخاری: کتاب الاذان، باب ما ادرکم فصلوا.....)۔

نیت کرنا

نیت دل کے ارادے کو کہتے ہیں۔ جب صلوٰۃ ادا کرنے کھڑے ہوئے تو یہی اس کی نیت ہے۔ اس کے لئے زبان سے الفاظ ادا کرنا کہ ”میں نیت کرتا ہوں دو رکعت نماز فجر واسطے اللہ تعالیٰ کے، منہ طرف کعبہ شریف کے، پیچھے اس امام کے.....“ صریح بدعت ہے۔ احادیث میں اس کا کوئی ذکر نہیں۔ (کوئی بھی عمل جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہ ہو بدعت ہے جو کہ گمراہی ہے اور اس کا انجام جہنم کی آگ ہے)۔

www.sirat-e-mustaqeem.net

تکبیرات

اللہ اکبر کہنا تکبیر کہلاتا ہے۔ صلوٰۃ کے شروع میں اور ہر دفعہ رکوع و سجود میں جاتے ہوئے اور سجدوں اور قعدے سے اٹھتے ہوئے اللہ اکبر کہیں (ایضاً، باب التکبیر اذا قام من السجود)۔ یہ تکبیریں امام کے کہنے کے بعد مقتدی بھی کہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم دیا ہے (بخاری: کتاب الاذان، باب استحباب التکبیر)۔ صلوٰۃ کے شروع میں کہی جانے والی تکبیر کو اصطلاح میں تکبیر تحریمہ کہتے ہیں کہ اس سے بہت سی باتیں صلوٰۃ میں حرام ہو جاتی ہیں۔ تکبیر تحریمہ کو تکبیر اولیٰ یعنی پہلی تکبیر بھی کہا جاتا ہے۔ یہ تکبیر دونوں ہاتھوں کو کاندھوں تک اٹھا کر کہی جائے (ایضاً، باب الیٰ این یرفع یدیه)۔ ایک روایت میں کانوں تک ہاتھ اٹھانے کا ذکر ہے (مسلم: کتاب الصلوٰۃ، باب استحباب رفع الیدین)۔ ان روایات سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ہاتھ کم سے کم کاندھوں تک اور زیادہ سے زیادہ کانوں تک اٹھائے جائیں۔ تاہم انگوٹھوں کے سروں سے کانوں کو چھونے کا ذکر صحیح احادیث میں نہیں۔ ہاتھ اٹھا کر نیچے نہ گرائیں بلکہ انہیں ایک دوسرے پر رکھ کر باندھ لیا جائے (ایضاً، موضع یدہ الیمنی علی الایسرئ)۔ ہاتھ باندھنے کے مقام سے متعلق روایات ضعیف ہیں۔ صحیح حدیث میں اسی قدر بتایا گیا ہے کہ دایاں ہاتھ بائیں کلائی پر رکھ لیا جائے (بخاری: کتاب الصلوٰۃ، باب وضع الیمنی علی)۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر تحریمہ اور قرأت کے درمیان یہ دعا پڑھتے تھے:

اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اَللّٰهُمَّ نَقِّنِيْ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنْقَى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِالْمَاءِ وَالْثَّلَجِ وَالْبَرَدِ

”اے اللہ مجھ میں اور میری خطاؤں میں اتنی دوری کر دے جتنی دوڑی تو نے مشرق اور مغرب کے درمیان کی ہے۔ اے اللہ مجھے خطاؤں سے ایسا پاک کر دے جیسے سفید کپڑا میل سے پاک ہو جاتا ہے۔ اے اللہ میری خطائیں دھو ڈال پانی سے اور برف سے اور اولوں سے۔“ (بخاری: کتاب الاذان، باب ما یقرأ بعد التکبیر)

دوسری روایت میں ثناء کے یہ کلمات پڑھنا بھی نقل کیا گیا ہے:

سُبْحَانَكَ اَللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰی جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ

”اے اللہ تو پاک ہے، سب تعریف تیرے ہی لئے ہے، اور تیرا نام بڑا بابرکت ہے اور تیری بڑائی بہت بلند ہے، اور تیرے

سوا کوئی الٰہ نہیں۔“ (نسائی: کتاب الصلوٰۃ، باب نوع اخر من التہنئ: ابواب الصلوٰۃ، باب ما یقول عند افتتاح الصلوٰۃ)

قرأت

دعا یا ثناء پڑھنے کے بعد قرأت کریں قرأت سے پہلے تَعُوذُ یعنی

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ”میں اللہ کی شیطاں مردود سے پناہ چاہتا ہوں“

پڑھنا ضروری ہے کیونکہ یہ اللہ کا حکم ہے:

فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

”اور جب تم قرآن پڑھنے لگو تو شیطاں مردود سے اللہ کی پناہ پکڑ لیا کرو۔“ (الحمل: ۹۸)

احادیث میں تعوذ کے لئے یہ الفاظ نقل کئے گئے ہیں:

أَعُوذُ بِاللّٰهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ مِنْ هَمَزِهِ وَنَفْخِهِ وَنَفْثِهِ

”میں سننے والے جاننے والے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں شیطاں مردود سے، اس کے سو سے سے، اور اس کے اشعار سے اور اس کے

دھوکے سے۔“ (ترمذی ایضاً)

انفرادی صلوٰۃ میں سب کچھ آہستہ پڑھیں، نہ بالکل زیر لب پڑھیں نہ بہت زور سے کہ دور دور تک آواز جائے بلکہ متوسط انداز ہونا

چاہیے جیسا کہ اللہ کا حکم ہے:

لَا تَجْهَرُ بِصَلَوَاتِكَ وَلَا تَخَافُ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذَلِكَ سَبِيلًا

”اپنی صلوٰۃ میں آواز کو بلند نہ کرو اور نہ ہی بالکل کم کرو بلکہ دونوں کے درمیان کی راہ اختیار کرو۔“ (بنی اسرائیل: ۱۱۰)

اس کے بعد تسمیہ یعنی:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ”اللہ کے نام کے ساتھ جو بہت مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔“

(جو سورۃ التوبہ کے سوا قرآن کی ہر سورت سے پہلے ہے) آہستہ سے پڑھنی چاہیے (مسلم: کتاب الصلوٰۃ، باب حذو من قال) قرأت کا

آغاز سورۃ الفاتحہ سے کرنا چاہیے (بخاری: کتاب الاذان، باب ما یقرأ بعد الکبیر)۔ سورۃ الفاتحہ ہر رکعت میں پڑھنی ضروری ہے جس کے بغیر

صلوٰۃ نہیں ہوتی (بخاری: کتاب الاذان، باب وجوب القراءة للامام)۔ لیکن اگر امام کے پیچھے پڑھ رہے ہوں اور امام جھری یعنی بلند آواز

سے قرأت کرے (جو فجر، مغرب، عشاء، جمعہ، عیدین، تراویح، وتر وغیرہ میں ہوتی ہے) تو مقتدیوں کو خاموش رہنا چاہیے کیونکہ اللہ کا

حکم ہے:

وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ (الاعراف: ۲۰۴)

”اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے توجہ سے سنو اور خاموش رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔“

حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کی ممانعت فرمائی ہے اور حکم دیا ہے کہ جب امام قرأت کرے تو تم خاموش رہو (مسلم: کتاب

الصلوة، باب التثنية في الصلوة)۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی تعمیل میں جہری رکعتوں میں خاموش رہ کر قرآن سننا چاہیے۔ البتہ ظہر و عصر اور اسی طرح مغرب و عشاء کی ان رکعتوں میں جب امام ہزری یعنی آہستہ آواز میں قرأت کرتا ہے تو مقتدی سورۃ الفاتحہ پڑھ سکتے ہیں۔ ایک دفعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صلوٰۃ کے بعد پیچھے مڑ کر پوچھا کہ کیا تم میں سے کسی نے میرے ساتھ قرأت کی تھی۔ ایک صحابی نے کہا کہ میں نے کی تھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جی تو میں کہوں کہ مجھے کیا ہو رہا تھا جو ایسا لگتا تھا جیسے کوئی مجھ سے قرآن چھین رہا ہو۔ اس کے بعد پھر لوگوں نے اُس صلوٰۃ میں قرأت کرنا چھوڑ دی جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم زور سے قرأت فرماتے تھے (موطا امام مالک: کتاب الصلوٰۃ، باب نزل الفراء خلف الامام.....)۔ ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ نے جب فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیان کیا کہ جس نے صلوٰۃ میں سورۃ الفاتحہ نہیں پڑھی تو اس کی صلوٰۃ مکمل ہوئے بغیر ناقص رہی، ایک صاحب نے پوچھا کہ جب امام کے پیچھے ہوں تو پھر کیا کریں؟ آپؐ نے فرمایا: اِقْرَأْ بِهَا فِیْ نَفْسِکَ ”اس کو اپنے دل میں پڑھ لو“ (مسلم: کتاب الصلوٰۃ، باب وجوب قراءة الفاتحة فی کل رکعة) (یہ الفاظ قرآن میں غور کرنے سے متعلق ہیں، کیونکہ دل میں تو صرف غور ہی کیا جاسکتا ہے، پڑھنا نہیں جاسکتا، پڑھنے کیلئے زبان اور منہ کے مختلف حصے استعمال ہوتے ہیں کیونکہ ہر حرف کا اپنا ایک خاص مخرج ہوتا ہے جسے استعمال کئے بغیر وہ حرف ادا نہیں ہو سکتا)۔ زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے امام کے پیچھے قرأت کرنے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپؐ نے فرمایا کہ امام کے ساتھ کوئی قرأت نہیں (مسلم: کتاب المساجد، باب محدود الصلاة)۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جب یہ سوال کیا جاتا تو آپؐ فرماتے تھے کہ تم میں سے جو کوئی امام کے پیچھے صلوٰۃ ادا کرے تو امام کی قرأت اس کے لئے کافی ہے، اور اگر اکیلے پڑھو تو پھر قرأت ضرور کرے۔ اور خود عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما امام کے پیچھے قرأت نہیں کرتے تھے (موطا امام مالک: کتاب الصلوٰۃ، باب نزل الفراء خلف الامام.....)۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ جس نے کوئی رکعت بھی پڑھی اور اس میں سورۃ الفاتحہ نہیں پڑھی تو اس کی صلوٰۃ نہ ہوگی، سوائے اس کے کہ وہ امام کے پیچھے ہو (ایضاً، باب ما جاء فی ام القرآن)۔

فجر، مغرب اور عشاء کی صلوٰۃ میں امام کو قرأت بالجہر یعنی زور سے کرنی چاہئے (بخاری: کتاب الاذان، باب الجهر بقراءة صلاة الفجر) اور ظہر اور عصر میں بالتر یعنی آہستہ سے کرنی چاہیے (ایضاً، باب من خافت القراءة فی الظهر والعصر)۔ اسی مناسبت سے یہ صلوٰۃ جہری اور سری کہلاتی ہیں۔ سورۃ الفاتحہ کے اختتام پر آمین (اے اللہ اس دعا کو قبول فرما) کہنا چاہیے (ایضاً، باب جهر المأموم بالتأمين)۔ جہری صلوٰۃ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم بلند آواز سے لمبا کر کے آمین کہتے تھے (ابوداؤد: کتاب الصلوٰۃ، باب التأمين وراء)۔ آمین کہنے کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا۔ فرمایا کہ جب امام غَیْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ کہے تو تم آمین کہو (بخاری: کتاب الاذان، باب جهر المأموم بالتأمين)۔ آمین کہنے کی بہت فضیلت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی آمین کہتا ہے تو فرشتے آسمان میں آمین کہتے ہیں، جسکی آمین فرشتوں کی آمین سے مل جائے گی تو اس کے پچھلے گناہ معاف کر دئے جائیں گے (ایضاً، باب فضل التأمين)۔ پہلی دو رکعتوں میں فاتحہ کے بعد دوسری کوئی سورہ بھی پڑھی جائے گی اور باقی رکعتوں میں صرف سورۃ الفاتحہ (ایضاً، باب یقرأ فی الاخرین بفاتحة الكتاب)۔ اگر اکیلے صلوٰۃ ادا کر رہے ہوں تو یہ دوسری سورۃ جنتی چاہیں لمبی پڑھیں (ایضاً، باب اذا صلى لنفسه فليطول ما شاء) کیونکہ اللہ کو

طویل قیام والی صلوٰۃ پسند ہے (مسلم: کتاب صلوٰۃ المسافرین، باب صلوٰۃ الطیل.....) لیکن جماعت کراتے ہوئے امام کمزوروں، بوڑھوں، بیماروں اور کام کاج والوں کا خیال کرتے ہوئے چھوٹی سورتیں پڑھے (بخاری: کتاب الاذان، باب من شکا امامه اذا طویل)۔ بہتر تو یہ ہے کہ قرآن جس ترتیب سے مدون ہے اسی طرح پڑھا جائے کیونکہ مختلف اوقات کی صلوٰۃ میں صلی اللہ علیہ وسلم سے جن سورتوں کی قرأت کرنا منقول ہے وہ ترتیب وار ہیں مثلاً عیدین میں سورۃ ق اور القدر، جمعہ کی صبح المسجد اور الدھر، صلوٰۃ الجمعہ وعیدین میں الاعلیٰ اور الغاشیہ، صلوٰۃ الجمعہ میں الجمعہ اور المنافقون، عشاء میں الشمس اور اللیل، التین اور العلق، وغیرہ (صحیحین کی کتاب الصلوٰۃ کے متعلقہ ابواب کی مختلف روایات)۔ البتہ یہ لازم بھی نہیں کیونکہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے خلاف بھی کیا ہے۔ ایک مرتبہ تہجد میں آپ نے سورۃ البقرۃ کے بعد سورۃ النساء اور پھر اس کے بعد سورۃ آل عمران تلاوت کی (مسلم: کتاب صلوٰۃ المسافرین، باب استصحاب تطویل.....) حالانکہ ترتیب میں سورۃ البقرۃ کے بعد سورۃ آل عمران آتی ہے۔ اس لحاظ سے ترتیب کے بغیر بھی پڑھ سکتے ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم کا اکثر معمول یہ تھا کہ آپ پہلی رکعت کو دوسری رکعت سے ذرا لمبی پڑھتے تھے (بخاری: کتاب الاذان، باب یطویل فی الركعة الاولى)۔ اسی طرح آپ کی چار رکعت والی صلوٰۃ میں پہلی دو رکعتیں بعد والی رکعتوں سے طویل ہوتی تھیں (بخاری: کتاب الاذان، باب وجوب الفراء للامام والمأموم)۔ اگر کوئی سجدہ والی آیت تلاوت کریں تو صلوٰۃ کے دوران ہی سجدہ تلاوت کریں (بخاری: کتاب تہجد القرآن، باب من قرأ السجدۃ فی.....)۔ قرآن وحدیث کا حکم یہ ہے کہ قرآن سے جتنا بھی سہولت سے پڑھ سکو پڑھ لو (سورۃ المزمل: ۲۰/ بخاری: کتاب الاذان، باب وجوب الفراء.....)۔ چاہیں تو ایک ہی سورۃ ہر رکعت میں پڑھ لیں یا ایک رکعت میں کئی سورتیں ملا کر پڑھ لیں (بخاری: کتاب الاذان، باب الجمع بین السورتین)۔

رکوع

قرأت سے فارغ ہونے کے بعد رکوع کریں۔ جیسا کہ پہلے لکھا گیا، رکوع میں جانے سے پہلے بھی امام و مقتدی دونوں اللہ اکبر کہیں گے۔ رکوع میں کھڑے کھڑے کمر کو جھکا کر دونوں ہاتھوں سے گھٹنوں کو پکڑا جاتا ہے۔ رکوع میں جانے سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین یعنی دونوں ہاتھوں کو کاندھوں تک اٹھانا (بخاری: کتاب الاذان، باب رفع یدین اذا کرو.....) اور نہ اٹھانا (بخاری: کتاب الاذان، باب سنة الحلوں فی الشہد)۔ دونوں بازو سیدھے تھے ہوئے ہوں، ان میں جھول نہ ہو اور پسیلوں سے دور ہوں (ترمذی: ابواب الصلوٰۃ، باب ما جاء انه يحاقق يديه.....) رکوع میں سر کو کمر سے اونچا یا نیچا نہ رکھا جائے بلکہ دونوں برابر ہوں (مسلم: کتاب الصلوٰۃ، باب ما يجمع في صفة الصلوٰۃ.....)۔ رکوع کو اچھی طرح کرنا چاہیے اور اس میں ہرگز کوتاہی نہ کرنا چاہیے کیونکہ ایسا کرنے والے شخص کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہہ کر دوبارہ صلوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا تھا کہ تم نے صلوٰۃ ادا نہیں کی (بخاری: کتاب الاذان، باب امر النبی ﷺ الذي لا يتم ركوعه.....)۔ رکوع میں قرآن پڑھنا منع ہے (مسلم: کتاب الصلوٰۃ، باب النهی عن قراءة القرآن في.....)۔ رکوع میں ان الفاظ سے تسبیح کی جائے:

سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ ”میرا عظمت والا رب پاک ہے۔“ (مسلم: کتاب صلوٰۃ المسافرين، باب استحباب تطويل.....)

اس تسبیح کی کم از کم تعداد تین مرتبہ ہے (ابوداؤد: کتاب الصلوٰۃ، باب ما يقول الرجل.....)۔ ان کے علاوہ دوسرے الفاظ بھی منقول ہیں مثلاً

سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ

”بہت پاک اور برگزیدہ ہے فرشتوں اور جبرئیل کا رب۔“ (مسلم: کتاب الصلوٰۃ، باب ما يقال في الركوع.....)

سُبْحَنَكَ وَبِحَمْدِكَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ ”اے اللہ تو پاک ہے اور تیری ہی سب تعریف ہے، تیرے سوا کوئی الٰہ نہیں۔“ (ابن ماجہ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں یہ دعا بھی کیا کرتے تھے:

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي

”اے اللہ تو پاک ہے، اے ہمارے رب تیرے ہی لئے تعریف ہے، اے اللہ مجھے بخش دے۔“

(بخاری: کتاب الاذان، باب الدعاء في الركوع)

رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے کہا جائے

سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ”اللہ نے اس کی سن لی جس نے اس کی تعریف کی۔“

اور جب سیدھے کھڑے ہو جائیں تو کہیں:

رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ

”اے ہمارے رب سب تعریف تیرے ہی لئے ہے۔“ (بخاری: کتاب الاذان، باب التكبير اذا قام من السجود)

دوسری روایات میں یہ الفاظ رَبَّنَا وَ لَكَ الْحَمْدُ (بخاری: کتاب الاذان، باب التكبير اذا قام من السجود) اور اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَ لَكَ

الْحَمْدُ بھی آئے ہیں (ایضاً، باب فضل اللہم ربنا)۔ مقتدی صرف رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہہ کر رکوع سے کھڑے ہوں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کا یہ کہنا فرشتوں کے کہنے سے مل جائے گا تو اس کے پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے (ایضاً، باب ما یقول الامام من خلفہ.....)۔ مسلم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا رکوع سے کھڑے ہو کر یہ کلمات پڑھنا بھی روایت کیا ہے:

سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلَاءَ السَّمُوتِ وَمِلَاءَ الْأَرْضِ وَمِلَاءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ م بَعْدُ
 ”اللہ نے اسکی سن لی جس نے اسکی تعریف کی۔ اے ہمارے رب تیرے ہی لئے ساری تعریف ہے جو بھر دے آسمانوں کو اور زمین کو اور اسکے بعد ہر شے کو جس کو تو چاہے۔“ (مسلم: کتاب الصلوٰۃ، باب ما یقول اذا رفع.....)

امام سے پہلے ہرگز سر نہ اٹھائیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی امام سے پہلے سر نہ اٹھائے، کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کا سر گدھے کا ہو جائے (بخاری: کتاب الاذان، باب الطمانیۃ حین.....)۔ رکوع سے سر اٹھانے کے بعد بالکل سیدھا کھڑا ہو جائے اور سجدے میں جانے سے پہلے اتنی دیر کھڑا رہے کہ ہر جوڑ اپنی جگہ پر آ جائے (ایضاً، باب سنۃ الحلوں فی الشہد.....)۔ (اس طرح کھڑے ہونے کو قومہ کہتے ہیں) ایسا ہرگز نہ کرے کہ رکوع سے سیدھے کھڑے بھی نہ ہوئے کہ سجدے میں چلے گئے کیونکہ ایسا کرنے والے کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صلوٰۃ دہرانے کا حکم دیا تھا اور کہا تھا کہ تو نے صلوٰۃ ادا نہیں کی، جس کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رکوع سے سر اٹھا کر اتنی دیر تک کھڑے رہتے کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سمجھتے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کرنا بھول گئے (ایضاً، باب الطمانیۃ حین یرفع راسہ من رکوع.....)۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رکوع اور سجدہ اور رکوع سے سر اٹھا کر کھڑا رہنا اور دونوں سجدوں کے درمیان میں بیٹھا رہنا قریب قریب برابر ہوتا تھا (ایضاً)۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اس وقت تک سجدے کیلئے اپنی کمر نہ جھکاتے تھے جب تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدے میں نہ دیکھ لیتے (بخاری: کتاب الاذان، باب منی یسجد من خلف الامام.....)۔ اور ایسا صرف اس احتیاط کے پیش نظر تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے امام سے پہلے کوئی عمل کرنے کی ممانعت فرمائی ہے (مسلم: کتاب صلوٰۃ المسافرين، باب امام المأموم.....)۔ جب بیٹھ کر صلوٰۃ ادا کر رہے ہوں تو رکوع کیلئے بیٹھے ہی بیٹھے کمر کو آگے جھکا کر بھی رکوع کیا جاسکتا ہے (ایضاً، باب حوار النافلة فاعدا و فائما.....)۔

سجدہ

رکوع کے بعد سجدہ کریں۔ سجدوں میں جاتے ہوئے اور اٹھتے ہوئے بھی اللہ اکبر کہیں (بخاری: کتاب الاذان، باب یہوی بالتکبیر)۔ سجدے میں سات اعضاء زمین پر لگنے چاہئیں: پیشانی (اس میں ناک بھی شامل ہے)، دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے اور دونوں پیر (ایضا، باب السجود علی سعة اعظم)۔ ان میں سے جو چیز بھی زمین پر نہ لگے گی تو سجدہ مکمل نہ ہوگا۔ سجدہ پورا نہ ہوگا تو صلوٰۃ بھی نہ ہوگی (ایضا، باب اذلم یم سجودہ)۔ سجدے میں جاتے ہوئے زمین پر پہلے گھٹنے رکھیں یا دونوں ہاتھ، اس سلسلے میں جتنی روایتیں آتی ہیں ان سب میں ضعف پایا جاتا ہے لہذا کسی ایک مخصوص طریقے پر اصرار نہ کیا جائے۔ سجدے میں کہنیاں اور بائیں زمین سے اٹھی ہوئی ہوں، کتے کی طرح زمین پر انہیں بچھائیں نہیں (مسلم: کتاب المساجد، باب الاعتدال فی السجود)۔ دونوں بازو پہلوؤں سے اتنے الگ ہوں کہ بغلیں نظر آئیں، اور پیٹ کو رانوں سے دور رکھیں (ایضا)۔ دونوں پیر زمین پر کھڑے ہوئے ہوں (مسلم: کتاب الصلوٰۃ، باب ما یقول فی الركوع و السجود) اور انگلیاں قبلے کی طرف مڑی ہوئی ہوں (بخاری: کتاب الاذان، باب سنۃ الحلوں فی الشہد) اور دونوں ہتھیلیوں کے درمیان پیشانی رکھیں (مسلم: کتاب الصلوٰۃ، باب وضع یدہ اليمنی)۔ جو شخص رکوع و سجود میں کمر سیدھی نہ رکھے تو اس کی صلوٰۃ درست نہیں (ترمذی: ابواب الصلوٰۃ، باب ما جاء فی من لا یقیم)۔ اگر کسی عذر کی بنا پر سجدہ نہ کیا جاسکے تو صرف سر کا اشارہ ہی کر کے سجدہ کر لیا جائے اور کوئی اونچی چیز سامنے رکھ کر اس پر سجدہ نہ کیا جائے (موطا امام مالک: کتاب الصلوٰۃ، باب العمل فی جامع الصلوٰۃ)۔ سجدے میں یہ تسبیح پڑھی جائے:

سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى ”میرا اعلیٰ رب پاک ہے“ (ابوداؤد: باب ما جاء فی التسبیح فی الركوع والسجود)

اس تسبیح کی بھی کم سے کم تعداد تین ہے (ایضا)۔ سجدے کی دوسری تسبیح یہ ہے:

سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ

”بہت پاک اور برگزیدہ ہے فرشتوں اور جبرئیل کا رب“ (مسلم: کتاب الصلوٰۃ، باب ما یقال فی الركوع والسجود)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ سجدے میں اپنے رب سے بہت ہی قریب ہوتا ہے، پس تم سجدوں میں کثرت سے دعا کیا کرو (ایضا)۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رکوع اور سجدوں میں اکثر یہ دعا کیا کرتے تھے:

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي (بخاری: کتاب الاذان، باب التسبیح والدعا فی السجود)

”تو پاک ہے اے اللہ! اے ہمارے رب، تیری تعریف کے ساتھ! اے اللہ مجھے معاف کر دے۔“

مسلم نے سجدے کی یہ دعا بھی روایت کی ہے:

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي كُلَّهُ دِقَّةً وَجِلَّةً وَأَوَّلَهُ وَآخِرَهُ وَعَلَانِيَةً وَسِرَّهُ

”اے اللہ میرے سارے گناہوں کو معاف کر دے، چھوڑے ہوں یا بہت، اگلے ہوں یا پچھلے، ظاہر ہوں یا پوشیدہ۔“

(مسلم: کتاب الصلوٰۃ، باب ما یقال فی الركوع والسجود)

سجدے سے اللہ اکبر کہتے ہوئے سر اٹھائیں (بخاری: کتاب الاذان، باب یھوی بالنکیر حین یسجد) اور اطمینان سے بیٹھ جائیں۔ دونوں سجدوں کے درمیان میں قعدہ کی طرح دو زانو بیٹھیں یعنی الٹا پیر بچھا کر بائیں ران پر بیٹھیں اور سیدھا پیر کھڑا رکھیں جس کی انگلیاں قبلہ کی طرف مڑی ہوئی ہوں (بخاری: کتاب الاذان، باب سنة الطوس فی التشہد)۔ ایسا نہ کریں کہ ٹھیک سے بیٹھ بھی نہ پائے کہ دوسرا سجدہ کوے کی ٹھونگ کی طرح کر دیں، بلکہ سکون اور اطمینان سے بیٹھیں کہ ہر جوڑ اپنی جگہ پر آ جائے (نسائی: کتاب الافتتاح، باب امر النبی ﷺ الذی لایتم رکوعہ بالاعادة)۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح ٹھونگیں مار کر سجدہ کرنے سے منع فرمایا ہے (ایضاً، باب النہی عن نفرة الغراب ۲)۔ دونوں سجدوں کے درمیان میں بیٹھنے کو اصطلاح میں جلسہ کہتے ہیں۔ جلسے میں یہ دعا کرنا مسنون ہے:

رَبِّ اغْفِرْ لِي رَبِّ اغْفِرْ لِي (ایضاً، باب الدعایین السجدتین)

”اے رب مجھے معاف کر دے، اے رب مجھے معاف کر دے“

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَعَافِنِي وَاهْدِنِي وَارْزُقْنِي (ابورؤف: کتاب الصلوٰۃ، باب الدعایین السجدتین)

”اے اللہ مجھے معاف کر دے، مجھ پر رحم فرما، مجھے عافیت دے، مجھے ہدایت دے، مجھے رزق دے“

ترمذی نے عافیتی کسی جگہ وَاجِبُنِي (اور میرے نقصان کو پورا کر دے) روایت کیا ہے (ترمذی: ابواب الصلوٰۃ، باب ما یقول بین السجدتین)۔ پہلے سجدے کی طرح دوسرا سجدہ بھی اطمینان سے کریں۔ سجدے میں جاتے اور اٹھتے ہوئے تکبیر کہیں (بخاری: کتاب الاذان، باب النکیر اذا قام من السجود)۔ اس طرح ایک رکعت پوری ہوگئی۔ اب دوسری رکعت کیلئے کھڑے ہوں۔ سجدوں کے بعد براہ راست کھڑے ہو جائیں (بخاری: کتاب الایمان والذکر، باب اذا حنث.....) یا تھوڑی دیر بیٹھ کر اور زمین پر ہاتھ ٹیک کر کھڑے ہوں (ایضاً)۔ تیسری رکعت پڑھ کر چوتھی کیلئے کھڑے ہونے کا بھی یہی طریقہ ہے۔

قعدہ

پہلی رکعت کی طرح دوسری رکعت بھی ادا کریں اور دوسرے سجدے کے بعد قعدہ کریں یعنی بیٹھ جائیں۔ بیٹھنے کا وہی طریقہ ہے جو جلے یعنی دو سجدوں کے درمیان بیٹھنے کا بتایا گیا یعنی دو زانو ہو کر بایاں پیر، کچھائیں اور سیدھا پیر کھڑا رکھیں جسکی انگلیاں قبلہ رخ مڑی ہوئی ہوں، دونوں ہاتھ رانوں پر ہوں (مسلم: کتاب المساجد، باب صفة الجلوس فی الصلوة)۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب قعدے میں بیٹھتے تو بایاں ہاتھ بائیں ران پر رکھتے اور داہنے ہاتھ کو دائیں ران پر رکھ کر درمیانی انگلی اور انگوٹھے کو ملا کر حلقہ بنا لیتے اور شہادت کی انگلی کو قدرے جھکا کر اٹھائے رکھتے اور اس سے اشارہ کرتے (ایضا/نسائی: کتاب الافتتاح، باب موضع البدین عند الجلوس/باب الاشارة بالاصبع/ترمذی: ابواب الصلوة، باب کیف الجلوس فی التشہد، باب ما جاء فی الاشارة) اور نظر اس اٹھی ہوئی انگلی سے آگے نہ بڑھتی (نسائی: کتاب الافتتاح، باب موضع الصرف فی التشہد)۔ اگر کوئی عذر ہو تو چار زانو ہو کر آلتی پالتی مار کر بھی بیٹھ سکتے ہیں (بخاری: کتاب الاذان، باب سنة الجلوس فی التشہد)۔ آخری قعدے میں بیٹھنے کا ایک اور انداز بتایا گیا ہے: بائیں پیر پر بیٹھنے کے بجائے اسے آگے بڑھا کر کولھے پر بیٹھ جائیں یا دونوں پیروں کو داہنی طرف نکال کر بائیں سرین پر بیٹھ جائیں (ایضا)۔ اس طرح بیٹھنے کو تورک کہتے ہیں۔ قعدہ میں تشہد کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلمات سکھائے:

اَلشَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوَتُ وَالطَّيِّبٰتُ السَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهُ السَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلَیْ عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ

”ہر قسم کی زبانی، جسمانی اور مالی عبادت اللہ ہی کیلئے ہے۔ اے نبی! آپ پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت و برکت۔ اور سلامتی ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی الہ نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کے بندے اور رسول ہیں۔“ (بخاری: کتاب الاذان، باب التشہد فی الاخرة)

اب اگر تیسری رکعت پڑھنی ہو تو اللہ اکبر کہہ کر کھڑے ہو جائیں (بخاری: کتاب الاذان، باب یکرؤہونہض)۔ کھڑے ہوتے وقت زمین پر ہاتھ لگا کر سہارا لیا جاسکتا ہے (ایضا، باب کیف یعمد علی الارض اذا قام من الركعة)۔ اگر صلوٰۃ رفع یدین کے ساتھ یعنی رکوع سے پہلے اور بعد میں ہاتھ اٹھا کر ادا کر رہے ہوں تو تیسری رکعت کیلئے کھڑے ہو کر بھی رفع یدین کیا جائے (بخاری: کتاب الاذان، رفع البدین اذا قام من الركعتین)۔ تیسری یا چوتھی رکعت اگر فرض صلوٰۃ کی ہیں تو ان میں قیام میں صرف سورہ فاتحہ پڑھیں (ایضا، باب کیف یقرأ فی الاخرین۔۔) اور آخری قعدہ کریں۔ آخری قعدہ میں تشہد کے کلمات کہنے کے بعد احتیاطاً یہ کہ جو دعا بھی چاہیں کریں (ایضا، باب ما یختیر من الدعا بعد التشہد و لیس بواجب)۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کے آداب یہ بتائے ہیں کہ پہلے اللہ کی حمد و ثناء کرے پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ و سلام بھیجے پھر دعا کرے اپنے لئے اور دوسروں کیلئے (نسائی، کتاب الافتتاح، باب التمجید و الصلوة)۔ صلوٰۃ اللہ کی حمد و ثناء کا مجموعہ ہے۔ تشہد میں بھی اللہ کی تعریف ہے۔ اس لئے اب فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعمیل میں ان پر صلوٰۃ و سلام بھیجے۔ یہ اللہ کا بھی حکم ہے:

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ﴿﴿﴾ (الاحزاب: ۵۶)

”بیشک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر صلوٰۃ بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی نبی پر صلوٰۃ و سلام بھیجو۔“

یہ حکم سن کر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ہمیں یہ تو معلوم ہو چکا ہے کہ آپ پر سلام کیسے پڑھیں (نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں تشہد میں سلام کرنا سکھایا تھا۔ بخاری: کتاب الاذان، باب الشہد فی الآخرۃ) مگر یہ بتا دیجئے کہ ہم آپ پر صلوٰۃ کس طرح پڑھیں تو فرمایا کہ اس طرح کہو:

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُّجِيدٌ اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُّجِيدٌ

”اے اللہ تو محمد اور آل محمد پر رحمت فرما جیسے تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر رحمت فرمائی، بیشک تو تعریف والا اور بزرگی والا ہے۔ اے اللہ تو برکت فرما محمد اور آل محمد پر جیسے تو نے برکت فرمائی ابراہیم اور آل ابراہیم پر، بیشک تو تعریف والا اور بزرگی والا ہے۔“ (بخاری: کتاب الانبیاء، باب یزفون النسلان فی المشی)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے رحمت کی دعا کرنا (یعنی درود پڑھنا) خود اپنے لئے مودپ رحمت ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ صلوٰۃ بھیجے گا تو اللہ اس پر دس مرتبہ صلوٰۃ بھیجے گا (مسلم: کتاب الصلوٰۃ، باب استحباب القول مثل قول)۔ اس کے بعد اپنے لئے اور دوسروں کے لئے خوب دعائیں مانگیں۔ احادیث میں بہت سی دعائیں مروی ہیں۔ قرآن میں بھی کافی دعائیں ہیں مثلاً: سورۃ البقرۃ آیات ۱۲۷، ۱۲۸، ۲۰۱، ۲۰۵، ۲۸۵، ۲۸۶ / آل عمران ۸، ۱۶، ۱۵، ۱۳۷، ۱۹۳، ۱۹۴ / الاعراف: ۳۳، ۸۹، ۱۲۶، ۱۵۵ / یونس: ۸۵، ۸۶ / یوسف: ۱۰۱ / ابراہیم: ۴۰، ۴۱ / بنی اسرائیل: ۲۳، ۸۰ / الکہف: ۱۰ / طہ: ۲۵، ۲۸، ۱۱۳ / الانبیاء: ۸۳ / المؤمنون: ۹۷، ۹۸، ۱۰۹، ۱۱۸ / الفرقان: ۶۵، ۶۶، ۷۴ / النمل: ۱۹ / القصص: ۲۱ / العنکبوت: ۳۰ / الاحقاف: ۱۵ / الحجر: ۱۰ / الممتحنہ: ۴، ۵ / التہیم: ۸، وغیرہ۔ جو یاد ہوں پڑھ لیں البتہ ان کے شروع میں ”اللہم“ لگائیں جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود رَبَّنَا اِنَّا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةٌ الخ سے پہلے لگایا کرتے تھے (بخاری: کتاب التفسیر، سورۃ البقرۃ، باب وَمِنْهُمْ مَنْ یَقُولُ) کیونکہ قرآن کی تلاوت صرف قیام میں کی جاتی ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ میں یہ دعا کیا کرتے تھے:

اللَّهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبُكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَ اَعُوْذُبُكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَالِ وَ اَعُوْذُبُكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَ فِتْنَةِ الْمَمَاتِ . اللَّهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبُكَ مِنَ الْمَآْثِمِ وَالْمَغْرَمِ

”اے اللہ میں تجھ سے عذاب قبر سے پناہ مانگتا ہوں اور مسیح دجال کے فتنے سے اور زندگی اور موت کے فتنے سے اور گناہ اور

قرض داری سے۔“ (بخاری: کتاب الاذان، باب الدعاء قبل السلام)

مسلم نے شروع میں

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابٍ جَهَنَّمَ ”اے اللہ میں تجھ سے جہنم کے عذاب سے پناہ چاہتا ہوں۔“

کے الفاظ کا اضافہ روایت کیا ہے (مسلم: کتاب المساجد، باب استصحاب التعوذ من عذاب القبر.....)۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صلوٰۃ میں پڑھنے کے لئے یہ دعا سکھائی:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَّ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْ لِیْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ

”اے اللہ میں نے گناہ کر کے خود پر بہت ظلم کیا ہے اور گناہوں کا بخشنے والا تیرے سوا کوئی نہیں۔ پس تو مجھے اپنی بخشش سے معاف کر دے اور مجھ پر رحم فرما۔ بیشک تو بہت معاف کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔“

(بخاری: کتاب الاذان، باب الدعاء قبل السلام)

امامت کرنے والے شخص کو صرف اپنے لئے ہی دعا نہ کرنا چاہئے بلکہ سب کیلئے دعا کرے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے والے کے متعلق فرمایا کہ اس نے خیانت کی۔ (ترمذی: ابواب الصلوٰۃ، باب ما جاء فی کراہیہ.....)

www.sirat-e-mustaqeem.net

سلام

صلوٰۃ کا اختتام سلام کے ذریعے کیا جائے۔ اس کے لئے پہلے دائیں پھر بائیں طرف چہرہ گھما کر سلام پھیرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چہرے کو دائیں بائیں اتنا گھما کر سلام پھیرتے تھے کہ اگلی صف والوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسار نظر آ جاتے تھے (مسلم: کتاب المساجد، باب السلام التحلیل من)۔ ہر دفعہ سلام پھیرتے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم السَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ فرماتے تھے (ابوداؤد: کتاب الصلوٰۃ، باب فی السلام/ترمذی: ابواب الصلوٰۃ، باب ما جاء فی التسليم فی الصلوٰۃ)۔

www.sirat-e-mustaqeem.net

ذکر بعد الصلوٰۃ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سلام پھیرنے سے پہلے کثرت کے ساتھ دعائیں کیا کرتے تھے۔ سلام کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے ہاتھ اٹھا کر اجتماعی یا انفرادی دعا کرنے کا احادیث میں کوئی ثبوت نہیں ملتا (نبی صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ کے بعد دعائیں ذکر فرمایا کرتے تھے، دعا اللہ تعالیٰ سے مانگنے کو کہتے ہیں اور ذکر اللہ تعالیٰ کی کبریائی کو کہتے ہیں)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سلام پھیر کر بلند آواز سے تکبیر کہتے تھے۔ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں تو اختتام صلوٰۃ اسی تکبیر کی آواز سے پہچانتا تھا (بخاری: کتاب الاذان، باب الذکر بعد الصلوٰۃ)۔ اسکے بعد تین بار اَسْتَغْفِرُ اللہ کہتے تھے (مسلم: کتاب المساجد، باب استحباب الذکر بعد الصلوٰۃ.....)۔ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب سلام پھیرتے تو اپنی جگہ پر اتنی دیر سے زیادہ نہ بیٹھتے کہ یہ الفاظ کہہ لیتے:

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ

”اے اللہ تو سلام ہے، اور سلامتی تجھ ہی سے ہے۔ اے بزرگی اور عزت والے! تو بڑی برکت والا ہے۔“ (ایضا)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر فرض صلوٰۃ کے بعد یہ ذکر بھی کرتے تھے:

لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهٗ الْمُلْكُ وَلَهٗ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اَللّٰهُمَّ لَا مَنَاعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطٰی لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ

”اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں، وہ ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی بادشاہت ہے، اور سب تعریف اسی کے لئے ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اے اللہ جسے تو عطا کرے تو اسے کوئی مانع نہیں ہو سکتا اور جسے تو نہ دے اسے کوئی نہیں دے سکتا اور کسی بزرگ کی بزرگی اُسے تیرے آگے فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔“ (مسلم ایضا / بخاری: کتاب الاذان، باب الذکر بعد الصلوٰۃ)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر صلوٰۃ کے بعد تینتیس مرتبہ سُبْحَانَ اللہ، تینتیس مرتبہ الْحَمْدُ لِلّٰہ اور تینتیس مرتبہ اللہ اکبر پڑھنا بھی بتایا (بخاری: کتاب الاذان، باب الذکر بعد الصلوٰۃ)۔ اور بتایا کہ جو یہ (مذکورہ بالا) ننانوے کلمات پڑھے اور (اس کے بعد) لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهٗ الْمُلْكُ وَلَهٗ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ کہہ کر سیکڑہ پورا کرے تو اس کے گناہ بخشے جاتے ہیں اگرچہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں (مسلم: کتاب الصلوٰۃ، استحباب الذکر بعد الصلوٰۃ)۔ (ایک دوسری روایت میں اللہ اکبر کہنے کی تعداد چونتیس مرتبہ آئی ہے) یہ تسبیحات شمار کرنے کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سیدھے ہاتھ کی انگلیوں کے پورے استعمال فرماتے تھے (ابوداؤد: کتاب الصلوٰۃ، باب التسمیۃ بالحصی) اور ایسا ہی کرنے کا حکم دیتے تھے کہ انگلیاں گواہی دیں گی (ایضا)۔ ایک دھاگے میں پروئے ہوئے دانوں والی مروجہ تسبیح پڑھنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت نہیں۔

سجدہ سہو

اگر صلوٰۃ میں کوئی غلطی ہو جائے تو سہو کے دو سجدے کرنے چاہئیں اگر اکیلے صلوٰۃ ادا کریں تو اکیلے ہی سجدہ سہو کریں، اگر جماعت سے پڑھیں تو اگر امام سے غلطی ہو تو امام و مقتدی دونوں سجدہ سہو کریں، لیکن اگر مقتدی سے غلطی ہو تو دونوں میں سے کوئی بھی نہ کرے۔ سجدہ سہو فرض و نفل دونوں میں کیا جاتا ہے (مسلم: کتاب المساجد، باب السہو فی الصلوٰۃ)۔ سجدہ سہو کے دو طریقے ہیں: سلام پھیرنے سے پہلے دو سجدے اور سلام پھیرنے کے بعد دو سجدے۔ سلام پھیرنے کے بعد اگر سجدہ سہو کیا جائے تو اس کے بعد بھی سلام پھیرا جاسکتا ہے (ایضاً)۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چار رکعت والی صلوٰۃ میں دوسری رکعت کے بعد بھولے سے قعدہ اولیٰ نہیں کیا اور سجدے سے سیدھے کھڑے ہو گئے۔ صلوٰۃ کے آخر میں صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سلام پھیرنے کے منتظر تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ اکبر کہا اور سلام سے پہلے بیٹھے بیٹھے دو سجدے کئے، پھر سلام پھیرا (بخاری: کتاب التہجد، باب ما جاء فی السہو)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھولے سے ظہر کی چار رکعت بجائے پانچ رکعتیں پڑھا دیں اور سلام پھیر دیا۔ بات چیت بھی فرمائی۔ لوگوں نے یاد دلایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہیں بیٹھے بیٹھے دو سجدے کئے، پھر سلام پھیرا۔ (مسلم: کتاب المساجد، باب السہو فی الصلوٰۃ و السجود)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھولے سے عصر کی چار رکعت بجائے تین اور ایک روایت کے مطابق دو رکعت پڑھا کر سلام پھیر دیا اور اٹھ کر اپنے حجرے میں بھی چلے گئے۔ جب لوگوں نے یاد دلایا تو آپ نے صلوٰۃ لوٹائی نہیں بلکہ چھوٹ جانے والی دو یا ایک رکعت پڑھ کر سلام پھیرا اور پھر تکبیر کہہ کر سہو کے دو سجدے کئے اور پھر دوبارہ سلام پھیرا (ایضاً)۔ شیطان کے وسوسے سے اگر یہ یاد نہ رہے کہ تین رکعتیں پڑھیں یا چار، تو پہلے اچھی طرح سوچ کر شک کو دور کرے اور جس قدر یقین ہو اس کو قائم کرے، پھر سلام سے پہلے دو سجدے کرے (ایضاً)۔

صلوة الوتر

ایک آدمی نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ کیا وتر واجب ہے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر ادا کیا اور مسلمانوں نے بھی وتر ادا کیا (عطا امام مالک، کتاب صلوٰۃ اللیل، باب الامر بالوتر)۔ ایک حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ وتر ہے اور وتر کو پسند کرتا ہے تو اے اہل قرآن تم وتر پڑھا کرو (نسائی، کتاب قیام اللیل، باب الامر بالوتر)۔

فرمایا کہ وتر ہر مسلم پر حق ہے۔ جس کا جی چاہے پانچ رکعت سے وتر پڑھے، جس کا جی چاہے تو تین رکعت سے وتر پڑھے اور جس کا جی چاہے تو ایک رکعت سے ہی پڑھے (ابوداؤد، کتاب الصلوٰۃ، باب کم الوتر)۔ فرمایا کہ وتر ایک رکعت ہے آخر شب میں (مسلم، کتاب صلوٰۃ المسافرين، باب صلوٰۃ اللیل وعدہ)۔

آخر شب میں وتر پڑھنا عزیمت کی راہ ہے جس میں قوت درکار ہے جبکہ اول شب میں ادا کرنا احتیاط ہے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آخر شب اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اول شب میں وتر پڑھنے کے بارے میں بیان فرمایا (ابوداؤد، کتاب الصلوٰۃ، باب فی الوتر فضل النوم)۔ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کو سونے سے پہلے وتر ادا کرنے کی وصیت فرمائی تھی (بخاری، ابواب تقصیر فی الصلوٰۃ، باب صلوٰۃ الضحیٰ فی الحضر)۔ فرمایا کہ جس کو خوف ہو کہ وہ آخر شب میں نہ اٹھ سکے گا تو وہ اول شب میں ہی وتر پڑھ لے ورنہ آخر شب میں پڑھے، اس لئے کہ شب کی صلوٰۃ ایسی ہے کہ اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور وہ افضل ہے (مسلم، کتاب صلوٰۃ المسافرين، باب صلوٰۃ اللیل وعدہ)۔ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کے سب حصوں میں وتر پڑھا ہے۔ آخر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم حجر کے وقت (فجر سے پہلے) وتر پڑھنے لگے (بخاری، کتاب الوتر، باب ساعات الوتر)۔ دوسری روایت میں اس طرح ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر اول شب میں، وسط شب میں، اور آخر شب میں بھی ادا کیا ہے، آخری زمانے میں یہ حرکت پہنچ گیا (مسلم، کتاب صلوٰۃ المسافرين، باب صلوٰۃ اللیل وعدہ)۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رات کی صلوٰۃ دو دو رکعتیں ہیں اور اس کے آخر میں ایک رکعت وتر ہے جو ساری صلوٰۃ کو وتر کر دے گا (بخاری، کتاب الوتر، باب ما جاء فی الوتر)۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رات کو دو دو رکعت کے بارہ رکعات پڑھتے یعنی ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیر دیتے اور آخر میں ایک رکعت وتر پڑھتے (ایضاً)۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم وتروں کو نوافل کے ساتھ ملا کر بھی پڑھتے تھے، چنانچہ (ایک ہی سلام سے) پانچ رکعت وتر پڑھتے اور ان میں سوائے آخری رکعت کے کسی میں نہ بیٹھتے (مسلم، کتاب صلوٰۃ المسافرين، باب صلوٰۃ اللیل وعدہ) نور کعتیں پڑھتے تو سات رکعتوں میں مسلسل کھڑے ہوتے رہتے اور آٹھویں میں پہلا قعدہ کرتے اور پھر کھڑے ہو کر نویں رکعت پڑھ کر آخری قعدہ کر کے سلام پھیر دیتے (ایضاً)۔ جب بدن بھاری ہو گیا تو سات رکعتیں پڑھنے لگے جن میں چھٹی اور ساتویں رکعت میں قعدہ کرتے (نسائی، کتاب قیام اللیل، باب کیف الوتر بسع)۔ جیسا کہ اوپر فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نقل کیا گیا کہ جو چاہے پانچ رکعت سے وتر کرے، تین سے کرے یا ایک رکعت سے (ابوداؤد، کتاب الصلوٰۃ، باب کم الوتر) اس لئے تین وتر بھی پڑھے جاسکتے ہیں۔ لیکن صرف تین رکعتوں پر ہی اصرار نہ کرنا چاہئے بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مذکورہ بالا تمام طریقوں پر عمل کرنا چاہئے۔ تین رکعت وتر اکٹھے ایک سلام

سے پڑھے جاسکتے ہیں۔ (نائی: کتاب قیام اللیل، باب کیف الوتر ثلاث) ایک سلام سے پڑھتے وقت دوسری رکعت کے بعد تشهد میں نہ بیٹھیں بلکہ تیسری رکعت کیلئے کھڑے ہو جائیں (نائی: کتاب قیام اللیل، باب کیف الوتر ثلاث)۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما وتر کی تین رکعتوں میں دو کے بعد سلام پھیر دیتے، اگر کوئی حاجت ہوتی تو بیان بھی کر دیا کرتے اور پھر تیسری رکعت پڑھتے (بخاری: ابواب الوتر، باب اجاء فی الوتر)۔ وتر کی رکعت میں قنوت پڑھنے کے لئے تکبیر کہنا یا کانوں تک دونوں ہاتھوں کا اٹھانا احادیث میں مروی نہیں۔ قنوت رکوع میں جانے سے پہلے پڑھنی چاہیے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کے بعد تو صرف ایک مہینے تک قنوت پڑھی جس میں آپ قبال رغل و ذکوان پر بددعا فرماتے تھے جنہوں نے دھوکے سے ستر قرآن صحابہ کو شہید کر دیا تھا (بخاری: کتاب الوتر، باب القنوت فل الركوع و.....)۔ دعائے قنوت ہاتھ اٹھا کر پڑھنا صحیح احادیث سے ثابت نہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن رضی اللہ عنہ کو وتر میں پڑھنے کیلئے یہ قنوت سکھائی:

اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ فِيمَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنِيْ فِيمَنْ عَافَيْتَ وَتَوَلَّيْنِيْ فِيمَنْ تَوَلَّيْتَ وَبَارِكْ لِيْ فِيمَا اَعْطَيْتَ وَفِيْ شَرِّ مَا قَضَيْتَ فَاِنَّكَ تَقْضِيْ وَلَا يَقْضِيْ عَلَيْكَ وَاِنَّهٗ لَا يَدِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ وَلَا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ تَبَارَكَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ

”اے اللہ! مجھے ہدایت دے اُن میں جنہیں تو نے ہدایت دی، اور عافیت دے اُن میں جنہیں تو نے عافیت دی، اور میرا ضامن ہو جا اُن میں جنہیں تو نے ضمانت دی، اور برکت دے مجھے اُس میں جو تو نے مجھے عطا کیا، اور بچا اُس شر سے جو تو نے تقدیر میں لکھا ہے، اسلئے کہ تو ہی حکم کرتا ہے اور تجھ پر کوئی حکم نہیں کر سکتا، اور وہ ذلیل نہیں ہوتا جس کا تو دوست ہو جائے، اور وہ عزت نہیں پاسکتا جس کا تو دشمن ہو جائے۔ اے ہمارے رب تو بڑی برکت اور بلندی والا ہے۔“

(ابوداؤد: کتاب الصلوٰۃ، باب القنوت فی الوتر)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم وتر کے آخر میں یہ دعا پڑھتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخِطِكَ وَبِمُعَافَتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْكَ اَنْتَ کَمَا اَثْنِیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ

”اے اللہ! میں پناہ مانگتا ہوں تیری رضا کی تیرے غصے سے، اور تیرے بچاؤ کی تیرے عذاب سے، اور پناہ مانگتا ہوں تیری تجھ سے۔ میں تیری تعریف کا حق ادا نہیں کر سکتا تو ایسا ہے جیسے تو نے اپنے آپ کی تعریف کی۔“

(ابوداؤد: کتاب الصلوٰۃ، باب القنوت فی.....)

جب وتر پڑھ کر سلام پھیرتے تو پڑھتے تھے:

سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْقُدُّوْسِ ”تعریف ہے پاک مالک کی“ (ابوداؤد: کتاب الصلوٰۃ، باب الدعاء بعد الوتر)۔

صلوۃ الجمعة

جمعہ کے مبارک دن کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ اس دن میں ایک گھڑی ایسی بھی ہے کہ جب کوئی مسلم بندہ اس میں کھڑا ہو کر صلوٰۃ ادا کرے اور اللہ سے کچھ مانگے تو اللہ اس کو عطا کرے گا (بخاری: کتاب الجمعة، باب الساعة التي في يوم الج) اور بتایا کہ وہ گھڑی امام کے خطبے کیلئے منبر پر بیٹھنے سے صلوٰۃ ختم ہونے تک ہے (مسلم: کتاب الجمعة)۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو آدمی جمعہ کے دن غسل کرے، تیل لگائے، خوشبو لگائے پھر صلوٰۃ کے لئے نکلے، پھر (مسجد میں) دو آدمیوں کے درمیان نہ گھسے (بلکہ جہاں جگہ ملے بیٹھ جائے)، پھر جتنی صلوٰۃ اس کی تقدیر میں ہے پڑھے اور جب امام خطبہ دے تو اس وقت خاموش رہے تو اس کے اس جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کے گناہ بخش دئے جاتے ہیں (بخاری: کتاب الجمعة، باب الدهن للحم)۔ جمعہ کی صلوٰۃ شہر و گاؤں دونوں جگہوں کے مومنین کے لئے ضروری ہے (ایضاً باب الجمعة في القرى وال)۔ جمعے کی صلوٰۃ کے لئے جو جتنی جلدی مسجد میں آئے گا وہ اتنا ہی زیادہ ثواب پائے گا (بخاری: کتاب الجمعة، باب فضل يوم الحم)۔ جب مسجد میں آئے تو پہلے دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھے خواہ امام منبر پر کھڑا خطبہ ہی کیوں نہ دے رہا ہو اور اس سے منع نہ کیا جائے کیوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنا خطبہ روک کر سلیک غطفانی رضی اللہ عنہ کو دو رکعتیں پڑھنے کا حکم دیا (بخاری: کتاب الجمعة، باب اذا راى الامام رجلاً جاء.....)۔ بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ سلیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ مفلوک الحال آدمی تھے اور لوگوں کو ان کی مدد پر آمادہ کرنے کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کھڑے ہو کر دو رکعتیں پڑھنے کا حکم دیا۔ اور اس طرح وہ اس حکم کو سلیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے خاص کر کے عام لوگوں کے لئے اس کی نفی کرتے ہیں۔ یہ غلط استدلال ہے کیونکہ مسلم کی روایت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عام حکم دیا ہے کہ تم میں سے جو جمعے کے لئے آئے اور امام خطبہ دے رہا ہو تو بھی دو رکعتیں مختصر سی پڑھ لے (مسلم: کتاب الجمعة)۔ جمعہ کے دن ایک ہی اذان دی جائے وہ بھی جب کہ امام خطبہ کیلئے منبر پر بیٹھ جائے (بخاری: کتاب الجمعة، باب الاذان يوم الجمعة)۔ یہ اذان کہاں دی جائے؟ اس کے بارے میں صحیح احادیث میں کوئی تخصیص نہیں۔ ابو داؤد کی وہ روایت ضعیف ہے جس میں اس اذان کا مسجد کے دروازے پر دینا بیان ہوا ہے (ابو داؤد: کتاب الصلوٰۃ، باب النداء يوم الجمعة)۔ (لوگوں کے ساتھ ساتھ) امام کو بھی منبر پر بیٹھے بیٹھے اس اذان کا جواب دینا چاہیئے (بخاری: کتاب الجمعة، باب يحب الامام على المشر اذا سمع النداء)۔ اس کے بعد امام کھڑے ہو کر عصا لے کر خطبہ دے جسے بیٹھنے کی کوئی مخصوص صورت بنائے بغیر بغور سننا چاہیئے (بخاری: کتاب الجمعة، باب الخطبة قائماً)۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ میں سورہ ق وغیرہ پڑھتے تھے (مسلم: کتاب الجمعة)۔ خطبے کے بعد باجماعت دو رکعتیں فرض پڑھی جائیں جن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سورۃ الجمعة، سورۃ المنافقون اور دوسری روایت میں سورۃ الاعلیٰ اور سورۃ الغاشیہ پڑھنا بتایا گیا ہے (ایضاً)۔ ان دو فرضوں کے بعد دو یا چار رکعات سنتیں پڑھی جائیں (بخاری: کتاب الجمعة، باب الصلوٰۃ بعد الجمعة و)۔

صلوة المیت

صلوة المیت اللہ کی تعریف، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے صلوة (درود) اور میت کے لئے دعا پر مشتمل ہے۔ صلوة المیت کیلئے صفیں بناتے ہوئے بچے بڑے سب ساتھ کھڑے ہوں (بخاری: کتاب الجنائز، باب صفوف الصبان)۔ نجاشی شاہ جیش کی صلوة المیت پڑھاتے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چار تکبیریں کہیں (بخاری: کتاب الجنائز، باب التكبير على الحنارة اربعاً)۔ پہلی تکبیر صلوة شروع کرنے کی ہے (نسائی: کتاب الجنائز، باب الدعاء)۔ ہاتھ اٹھا کر پہلی تکبیر کہیں اور (تعوذ و تسمیہ کے بعد) سورۃ الفاتحہ تلاوت کریں (ایضاً)۔ پھر دوسری تکبیر کہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے درود پڑھیں (مصنف عبدالرزاق: کتاب الجنائز، باب الفرة والدعاء)۔ تیسری تکبیر پڑھ کر میت کیلئے دعائے مغفرت کریں (ایضاً)۔ بالغ نابالغ، مرد و عورت سب کے لئے ایک ہی دعا ہے:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا وَذَكَرِنَا وَ اُنْشَا اللّٰهُمَّ مِنْ اَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَاحْيِهِ عَلٰى الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلٰى الْاِيْمَانِ

”اے اللہ! ہمارے زندہ اور مردہ، غائب اور حاضر، چھوٹے اور بڑے، مرد و عورت (سب کو) بخش دے۔ اے اللہ! ہم میں سے جس کو تو زندہ رکھے تو اسلام پر زندہ رکھ اور ہم میں سے جس کو تو وفات دے تو ایمان پر وفات دے۔“

(ابوداؤد: کتاب الجنائز، باب ما يقرأ على الحنارة)

اس کے بعد چوتھی تکبیر کہہ کر عام صلوة کی طرح سلام پھیر دیا جائے (نسائی: کتاب الجنائز، باب الدعاء)۔ جس طرح عام صلوة کے بعد ہاتھ اٹھا کر کوئی دعا نہیں اسی طرح جنازے کی صلوة کے بعد بھی ہاتھ اٹھا کر کوئی دعا نہیں۔ جنازہ قبرستان لے جاتے ہوئے بلند آواز سے کلمہ شہادت پڑھتے ہوئے جانا، اور میت دفن کرنے کے بعد قبر کے سرہانے انگشت شہادت گاڑ کر سورۃ البقرۃ کا پہلا رکوع اور پانچویں کی طرف اس کا آخری رکوع پڑھنا، وہاں اذان دینا، قبر پر پھول چڑھانا وغیرہ جیسے اعمال نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں۔ اور جو کام نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کئے ان پر ثواب کے بجائے گناہ ملے گا۔

صلوۃ العیدین

عید خوشی کا موقع ہوتا ہے اور خوشی کے موقع پر اللہ کو یاد رکھنا، اس کا ذکر و شکر کرنا، اس کے آگے سجدہ ریز ہو جانا اس کی بندگی کا مظہار ہے۔ صلوۃ العید طلوع آفتاب کے بعد ادا کی جاتی ہے (ابوداؤد: کتاب العیدین، باب وقت الخروج الى العيد)۔ صلوۃ العیدین نبی صلی اللہ علیہ وسلم مردوں عورتوں کے ساتھ مسجد سے باہر کھلی جگہ میں ادا فرماتے تھے (بخاری: کتاب العیدین، باب الخروج الى المصلى بغير منبر)۔ عید الفطر میں صلوۃ العید کے لئے نکلنے سے پہلے طاق عدد میں کھجوریں کھالینا سنت ہے (بخاری: کتاب العیدین، باب الاكل يوم الفطر قبل الخروج)۔ البتہ عید الاضحیٰ میں سنت یہ ہے کہ صلوۃ العید سے پہلے کچھ نہ کھایا جائے (ترمذی: ابواب العیدین، باب ما جاء في الاكل يوم الفطر.....)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید گاہ تکبیر پڑھتے ہوئے جاتے (سنن الکبریٰ: کتاب صلوۃ العیدین، باب التكبير.....)۔ تکبیرات کے لئے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے یہ الفاظ منقول ہیں:

اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ وَلِلَّهِ الْحَمْدُ

(مصنف ابن ابی شیبہ: کتاب الصلوات، باب التكبير من ای يوم هو الى ای الساعة)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید گاہ پہنچ کر بغیر کوئی نفل ادا کئے (بخاری: کتاب العیدین، باب الصلوة قبل العیدین وبعدها) یا اذان و اقامت کے (ایضاً، باب المني والركوب) دو رکعتیں پڑھاتے (مسلم: کتاب صلوۃ العیدین)۔ صلوۃ العیدین میں زائد تکبیرات کہی جاتی ہیں۔ روایات میں چھ اور بارہ تکبیرات کی تعداد مذکور ہے۔ دونوں پر عمل کیا جاسکتا ہے۔ چھ والی روایات کے مطابق ہر رکعت میں تین زائد تکبیرات کہی جائیں (ابوداؤد: کتاب الصلوۃ، باب التكبير في العیدین) اور بارہ والی روایات کے مطابق پہلی رکعت میں سات تکبیرات قرأت سے پہلے اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیرات قرأت سے پہلے کہی جائیں (عطاء ممالک: کتاب جامع الصلوۃ، باب ما جاء في التكبير.....)۔ ہر تکبیر پر رفع یدین کیا جائے (ابوداؤد: کتاب الصلوۃ، باب رفع الیدین)۔ اس کے بعد سورۃ الفاتحہ کے ساتھ سورۃ ق یا سورۃ الاعلیٰ کی جہری قرأت فرماتے اور عام صلوۃ کی طرح رکعت پوری کرتے۔ دوسری رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے ساتھ سورۃ القمر یا سورۃ الغاشیہ تلاوت فرماتے (مسلم: کتاب صلوۃ العیدین)۔ صلوۃ کے بعد بغیر کوئی دعائے حاضرین کی طرف منہ کر کے بغیر کسی منبر کے خطبہ ارشاد فرماتے جس میں وعظ و نصیحت کے علاوہ اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے کی ترغیب دیتے۔ اسکے بعد سب لوگ گھروں کو واپس چلے جاتے۔ کوئی کسی سے عید کے حوالے سے نہ گلے ملتا نہ مصافحہ کرتا۔

صلوٰۃ المسافر

حالتِ سفر میں چار رکعت والی صلوٰۃ کو قصر یعنی کم کر کے آدھا پڑھنا چاہیے البتہ مغرب و فجر اسی طرح تین اور دو رکعت پڑھی جائیگی (بخاری: کتاب تقصیر الصلوٰۃ، باب یصلی المغرب.....)۔ صلوٰۃ میں قصر کے لئے مسافت مختلف فیہ ہے۔ روایات میں تین میل یا تین فرسخ اور رسولہ فرسخ وغیرہ پر قصر کرنے کا بیان ہے (بخاری تعلیقاً: کتاب تقصیر الصلوٰۃ، باب فی کم یقصر.....)۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ میں قصر کیلئے مسافت کا حتمی تعین نہیں فرمایا۔ عبد اللہ بن عمر اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ۴ بُرد (۲۸ میل) کی مسافت پر قصر کرنا ثابت ہے (عطاء مالک: کتاب الصلوٰۃ، باب ما یحب فیہ.....)۔ انیس دن سے کم ٹھہرنے کی نیت ہو تو قصر کیا جائے۔ اس سے زیادہ دن کے قیام میں پوری صلوٰۃ ادا کی جائے (بخاری: کتاب تقصیر الصلوٰۃ، باب ما جاء فی یقصر.....)۔ اگر مسافر کسی ایسے امام کے پیچھے صلوٰۃ ادا کرے جو قیام ہو یعنی مسافر نہ ہو تو وہ پوری صلوٰۃ ادا کرے گا (مسلم: کتاب صلوٰۃ المسافرین)۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کو ملا کر پڑھتے تھے۔ اس طرح دو صلوٰۃ کو ملا کر پڑھنے کو جمع بین الصلوٰۃ تین کہتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب سورج ڈھلنے سے پہلے کوچ فرماتے تو ظہر میں تاخیر کرتے عصر کے اول وقت تک اور ان دونوں صلوٰۃ کو ملا کر پڑھتے۔ اور اگر سورج ڈھلنے کے بعد کوچ فرماتے تو ظہر پڑھ کر سوار ہو جاتے (بخاری: کتاب تقصیر الصلوٰۃ، باب یؤخر الظہر.....)۔ اسی طرح مغرب و عشاء کو بھی ملا کر پڑھتے تھے جس میں مغرب کو مؤخر کرتے اور عشاء کو مقدم کر کے اس کے اول وقت میں پڑھتے تھے (مسلم ایضاً و بخاری: کتاب تقصیر الصلوٰۃ)۔ دو صلوٰۃ کو جمع کرتے وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک کیلئے علیحدہ علیحدہ تکبیر کہلاتے اور دونوں صلوٰۃ کے درمیان تھوڑی دیر بیٹھ کر وقفہ کرتے (مسلم ایضاً و بخاری: کتاب تقصیر الصلوٰۃ، باب هل یؤذن او.....)۔ صلوٰۃ الوتر سفر میں بھی پڑھی جاتی ہے اور اس کے لئے سواری سے اترنا ضروری نہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سواری پر بیٹھے بیٹھے وتر ادا فرما لیتے تھے۔ البتہ فرض کے لئے سواری سے نیچے اترتے (بخاری: کتاب تقصیر الصلوٰۃ، باب یُنزل للمکوبہ)۔ حالتِ سفر میں سنت و نوافل کی رخصت ہے۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہا، میں نے کبھی آپ کو سفر میں سنتیں پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا (بخاری: کتاب تقصیر الصلوٰۃ، باب من لم تطوع فی)۔ البتہ فجر کی دو سنتیں آپ نے سفر میں بھی نہیں چھوڑیں اور ان کا یہاں تک اہتمام فرمایا کہ ایک دفعہ سفر میں سورج نکلنے کے بعد آنکھ کھلی تو آپ نے فرضوں کی قضا سے پہلے سنتوں کی بھی قضا ادا کی (مسلم: کتاب المساجد، باب قضاء الصلوٰۃ الغائۃ)۔

صلوة الخسوف / صلوة الكسوف

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں سورج کو گرہن لگا تو آپ نے ”الصلوة جامعۃ“ کا اعلان کروایا (بخاری: ابواب الکسوف، باب الجہر بالقرأت.....)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد تشریف لائے، صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے صف بندی کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر کہی اور بہت طویل قرأت کی، پھر تکبیر کہی اور بہت طویل رکوع کیا، رکوع سے کھڑے ہوئے اور سَمِعَ اللہُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ کہا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ نہیں کیا بلکہ دوبارہ قیام کیا اور طویل قرأت لیکن پہلی قرأت سے کچھ کم، پھر تکبیر کہی اور طویل رکوع کیا لیکن پہلے رکوع سے کچھ کم، پھر سَمِعَ اللہُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ کہا، پھر سجدہ کیا اور طویل سجدہ کیا، پھر اسی طرح دوسری رکعت بھی پہلی رکعت کی طرح ادا کی، لیکن پہلی رکعت زیادہ طویل تھی، دو رکعت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم چار رکوع اور چار سجدے کئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنی جگہ سے پھرنے سے قبل سورج صاف ہو گیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صلوة میں جہری قرأت فرمائی (ایضاً، باب خطۃ الامام فی الکسوف)۔ صلوة کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا، پہلے اللہ کی حمد و ثناء بیان فرمائی جیسی اس کی شان ہے، پھر فرمایا کہ ”سورج اور چاند بلاشبہ اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، ان میں کسی کی موت یا زندگی سے گرہن نہیں لگتا (اس دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ہر ایم کی وفات ہوئی تھی، اس پر بعض لوگوں نے یہ کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے کی موت کی وجہ سے سورج کو گرہن لگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح اس غلط خیال کو رد کیا)۔ بلکہ اللہ ان کے ذریعے اپنے بندوں کو ڈراتا ہے، جب تم یہ دیکھو تو اللہ سے دعا کرو، اس کی بڑائی بیان کرو، صلوة ادا کرو اور صدقہ کرو (بخاری: ابواب الکسوف، باب الصدقة فی الکسوف)۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ اس موقع پر اللہ کو یاد کرو، اس سے استغفار کرو اور عذاب قبر سے پناہ مانگو (ایضاً، باب صلوة الکسوف فی المسجد)۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر غلام آزاد کرنے کا بھی حکم دیا (ایضاً، باب من احب العاقبة فی کسوف الشمس)۔ صلوة الکسوف میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنے طویل رکوع و سجدے کئے کہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اس سے زیادہ طویل رکوع و سجدے نہیں کئے (مسلم: کتاب الکسوف)۔ اس صلوة میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا قیام اتنا طویل تھا کہ سورۃ البقرۃ کی قرأت کر لی جائے (ایضاً، عن ابن عباس)۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو صلوة الکسوف پڑھائی اس کے طویل ہونے کے باوجود اس میں بوڑھے اور بیمار بھی شریک ہوئے (مسلم: کتاب الکسوف، عن اسماء)۔ گرہن صاف ہونے تک صلوة اور دعا میں مشغول رہا جائے (بخاری: کتاب الکسوف، باب الصلوة فی کسوف)۔ صلوة الکسوف میں خواتین بھی شرکت کر سکتی ہیں (ایضاً، باب صلوة النساء مع الرجال فی الکسوف)۔

صلوة الاستسقاء

استسقاء کے معنی ہیں پانی چاہنا۔ استسقاء کی صلوٰۃ خشک سالی میں پڑھی جاتی ہے۔ صلوٰۃ الاستسقاء ادا کرنے کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے ساتھ عید گاہ کی طرف نکلے اور ان کی طرف پیٹھ کر کے کھڑے کھڑے قبلہ رو ہو کر اللہ سے بارش کی دعا کی پھر اپنی چادر پٹی اور پھر بغیر اذان و اقامت دو رکعتیں پڑھائیں جن میں قرأت بالمجر کی (بخاری: کتاب الاستسقاء، باب الاستسقاء فی المصلی)۔

عبداللہ بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو استسقاء کی صلوٰۃ اذان و اقامت کے بغیر پڑھائی، مقتدیوں میں براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے، عید گاہ میں منبر بھی نہ تھا (ایضاً: باب الدعاء فی الاستسقاء قائماً)۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دعا کیلئے ہاتھ اتارنے اور بچے اٹھاتے تھے کہ بخلوں کی سفیدی نظر آنے لگتی (ایضاً: باب رفع الامام یدہ فی الاستسقاء)۔ مقتدی بھی امام کے ساتھ ہی ہاتھ اٹھا کر دعا کریں (ایضاً: باب رفع الناس یدیہم مع الامام فی الاستسقاء)۔ ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا کا یہ واحد موقع ہے، اس کے علاوہ کسی اور موقع پر ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا کرنا صحیح احادیث سے ثابت نہیں۔ اور بارش کی دعا بھی صلوٰۃ سے پہلے ہے، صلوٰۃ کے بعد کوئی دعا نہیں۔ بارش کیلئے دعا کرتے وقت تھیلیوں کی پشت آسمان کی طرف ہو (مسلم: کتاب الاستسقاء، عن انس)۔ استسقاء کے لئے کئی دعائیں آتی ہیں:

اَللّٰهُمَّ اَسْقِنَا اَلْهَمَّ اَسْقِنَا ”اے اللہ ہمیں پانی پلا، اے اللہ ہمیں پانی پلا“

(بخاری: کتاب الاستسقاء، باب الدعاء اذا کثر المطر حولنا ولا علینا)

اَللّٰهُمَّ اَغْنِنَا اَلْهَمَّ اَغْنِنَا اَلْهَمَّ اَغْنِنَا ”اے اللہ ہم پر پانی برسا.....“ (ایضاً: باب الاستسقاء فی خطبة الجمعة غیر مستقل)

اَللّٰهُمَّ اَسْقِنَا غَيْثًا مُّغِيثًا مُّزِيًا مُّزِيًا نَافِعًا غَيْرَ ضَارٍّ عَاجِلًا غَيْرَ اَجَلٍ

”اے اللہ ہم کو ایسا مینہ پلا جو ہماری فریاد پوری کرے، ہلکا پھلکا، خوش انجام، جس سے ارزانی ہو، غلہ اگے، فائدہ ہو، نقصان نہ

ہو، فوراً آئے، دیر نہ لگائے“ (ابوداؤد: کتاب الصلوٰۃ، باب رفع الیدین فی الاستسقاء)

بارش ہوتی دیکھیں تو پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ صَبِّبْنَا نَافِعًا ”اے اللہ فائدہ دینے والا مینہ برسا“ (بخاری: کتاب الاستسقاء، باب ما یقال اذا مطرت)

اگر بارش بہت زیادہ ہو جائے اور اس سے نقصان ہونے لگے تو اسکے تھم جانے کی دعا کریں

اَللّٰهُمَّ حَوِّ الْيَنَّا وَلَا عَلَيْنَا اَللّٰهُمَّ عَلَيَّ الْاَكَامِ وَالطَّرَابِ وَبُطُونِ الْاَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ

”اے اللہ ہمارے ارد گرد دیر سا اور ہم پر نہ برسا، اے اللہ ٹیلوں اور چڑھائیوں پر اور نالوں کے نشیب میں اور درختوں کے اگنے کی

جگہوں میں برسا“ (ایضاً: باب الاستسقاء فی المسجد الجامع)

استسقاء کیلئے بغیر آرائش و زینت کے عاجزی کرتے ہوئے انکسار سے نکلیں (ترمذی: ابواب الاستسقاء)۔ اگر جمعہ کے دن بارش

کیلئے دعا کریں تو خطبہ جمعہ میں امام ہاتھ اٹھا کر مقتدیوں کے ساتھ دعائے بارش کرے اور صلوٰۃ الاستسقاء نہ پڑھے، نہ ہی چادر اٹکے

(بخاری: کتاب الاستسقاء، باب الاستسقاء فی المسجد الجامع)۔ چادرالٹنے کی یہ شکل ہوتی ہے کہ اس کا دایاں حصہ بائیں جانب اور بایاں دائیں جانب کر لیا جائے (ابن ماجہ: کتاب الثلثماء الصلوۃ، باب ما جاء فی الاستسقاء)۔

www.sirat-e-mustaqeem.net

صلوۃ الاستخارہ

استخارہ کے معنی ہیں خیر طلب کرنا۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو تمام امور میں استخارہ کرنا سکھلاتے تھے جیسے ہمیں قرآن کی کوئی سورہ سکھلاتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ جب تم میں سے کوئی کسی کام کا ارادہ کرے تو دو رکعتیں پڑھے، پھر کہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُكَ بِعِلْمِکَ وَاسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَاسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ . اَللّٰهُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا اَمْرٌ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَ مَعَاشِیْ وَ عَاقِبَةِ اَمْرِیْ فَاقْدِرْهُ لِیْ وَ یَسِّرْهُ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْهِ . وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا اَمْرٌ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَ مَعَاشِیْ وَ عَاقِبَةِ اَمْرِیْ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَ اصْرِفْنِیْ عَنْهُ وَ اقْدِرْ لِیْ الْخَیْرَ حَيْثُ کَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِہٖ
 ”اے اللہ میں تیرے علم کے ذریعے تجھ سے خیر کا سوال کرتا ہوں اور تیری قدرت کے ذریعے قدرت طلب کرتا ہوں، اور تجھ سے تیرے عظیم فضل کا سوال کرتا ہوں، اس لئے کہ تو قدرت رکھتا ہے اور میں قدرت نہیں رکھتا اور تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا، اور تو تمام پوشیدہ باتوں کو خوب اچھی طرح جاننے والا ہے۔ اے اللہ اگر تجھے معلوم ہو کہ یہ کام میرے حق میں میرے دین، معاش اور انجام کار کے لحاظ سے بہتر ہے تو اس کو میرے لئے مقدر فرما دے اور اسے میرے لئے آسان کر دے اور پھر اس میں میرے لئے برکت ڈال دے اور اگر تجھے معلوم ہے کہ یہ کام میرے حق میں میرے دین، معاش اور انجام کار کے لحاظ سے باعث شر ہے تو اس کو مجھ سے دور کر دے اور مجھے اس سے دور کر دے۔ اور جہاں بھی (جس کام میں بھی) میرے لئے بہتری ہو اس کو مجھے نصیب فرما دے اور پھر مجھے اس سے راضی کر دے۔“
 اور فرمایا کہ اپنی ضرورت کا نام لے (بخاری: کتاب الحجۃ باب ما جاء فی الطلوع عثیثی)۔

احادیث میں استخارہ کرنے کا صرف اتنا ہی طریقہ آیا ہے۔ صلوۃ و دعا کے بعد سونے اور خواب میں بشارت ہونے کا کہیں ذکر نہیں۔ نہ ہی یہ بیان ہے کہ کوئی دوسرا کسی کی طرف سے استخارہ کرے، بلکہ جس کی حاجت ہے وہی کرے جیسا کہ دعا کے الفاظ سے ثابت ہوتا ہے۔